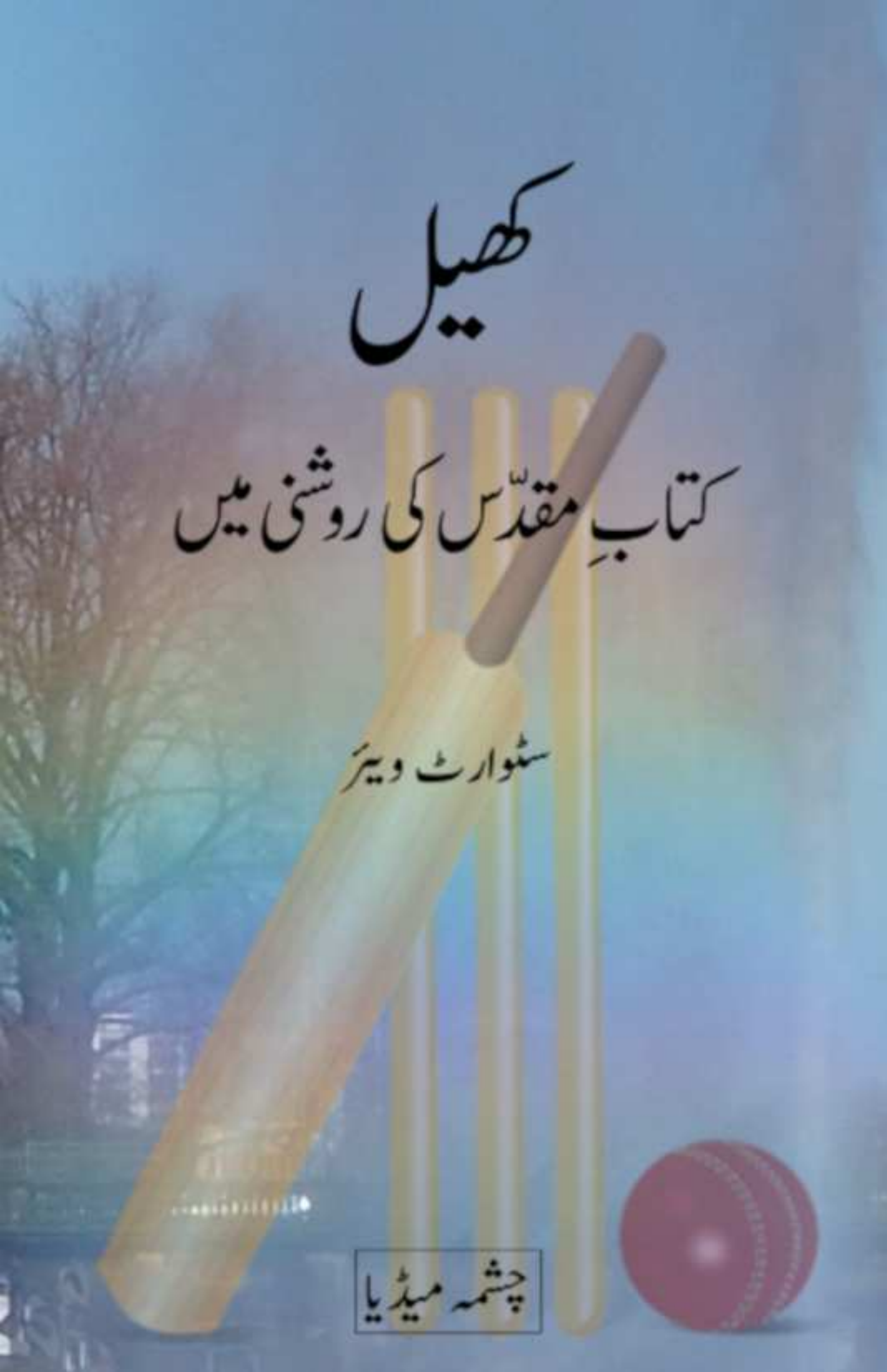

کھیل

کتابِ مقدّس کی روشنی میں

سٹوارٹ ویئر

چشمہ میڈیا

کھیل

کتابِ مقدّس کی روشنی میں

سٹوارٹ ویئر

چشمہ میڈیا

بار ______________ اول

سنہ ۲۰۰۶ء

khel–kitaab e mu.kaddas kii roshnii me.n
(What the Book Says About Sport)
by Stuart Weir
© 2006 OM Team, Pakistan
PO Box No. 10173, Lahore

Bible quotations are from URUV.
Editing, design and layout (2016) by
Chashma Media,
www.chashmamedia.org

ترجمہ و کمپوزنگ — داؤد شمس

او۔ ایم۔ ٹیم، پاکستان
پی۔او۔ بکس نمبر 10173، لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

فہرستِ مضامین

1 ایمان میں کھیل کی حیثیت 9

2 کھیل بائبل کی روشنی میں 21

3 وقت کو غنیمت جانو 42

4 کیا مسیحی کو کھلاڑی بننے کی اجازت ہے؟ 47

5 کیا خدا کو اس کی پروا ہے کہ کون جیتے گا؟ 58

6 کیا اتوار کے دن کبھی نہیں کھیلنا؟ 69

7 خوش خبری کھیلوں کی دنیا تک پہنچانا 80

8 کھیل اور مقامی کلیسیا 86

9 کھیلوں کے بڑے مقابلے 96

پیش لفظ

تقریباً پندرہ سال کے دوران میَں نے پیشہ ور فٹ بالر کے طور پر زندگی بسر کی ہے۔ اِس سارے عرصے میں میَں زیادہ وقت مسیحی بھی رہا ہوں۔ چنانچہ میرے لئے بائبلِ مقدّس اور کھیل کے عنوان پر لکھی گئی یہ کتاب بڑی دل چسپی کا باعث ہے۔

جس مسیحیت پر میَں ایمان رکھتا ہوں وہ صرف اتوار کے دن پر محدود نہیں رہتی۔ میری پوری زندگی ایمان کی بنیاد پر رکھی گئی ہے۔ یہ مجھے مضبوطی بخش دیتا اور جو کچھ بھی کرتا ہوں اُس سب میں سرایت کرتا ہے، چاہے فٹ بال کا میدان ہو یا میرا گھر، میری شادی کا رشتہ ہو یا معاشرے کے دوسرے افراد سے رشتہ۔

فٹ بال بڑا جذباتی سا کھیل ہے۔ اگر یہ آپ کی ملازمت ہو تو خطرہ ہے کہ آپ کا پورا وقت اُسی پر صَرف ہو جائے۔ مسیح کے ساتھ میرے رشتے نے اس سلسلے میں میری مدد کی ہے کہ میَں اِن جیسی چیزوں کو صحیح زاویے سے دیکھوں۔ بعض اوقات یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ فٹ بال سب کچھ تو نہیں ہے، گو یہ اہم بھی ہے اور میری ملازمت بھی۔ اپنی نگاہیں خدا پر مرکوز کر کے اپنا تمام بھروسا خدا پر رکھنے سے میَں ایک مضبوط بنیاد قائم کر رہا ہوں۔ خدا ہمیشہ تک قائم رہنے والا ہے۔ جب فٹ بال کا کھیل ختم ہو جائے گا تو اُس وقت بھی وہ موجود ہو گا۔

میَں بائبلِ مقدّس کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہوں، لیکن کھیل کے میدان میں ہر وقت اِن پر چلنا آسان نہیں ہوتا۔ فٹ بال بہت سخت اور ٹکرانے والا کھیل ہے، اور کھیل کے میدان میں ایسی باتیں چند سیکنڈوں میں پیش آ سکتی ہیں جن سے اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مشکل ہی ہو جاتا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ مسیحی بھی اتنی ہی جان مار کر اور مقابلے کی روح سے فٹ بال کھیل سکتے ہیں جتنا کہ کوئی دوسرا، لیکن کھیل کے قواعد و ضوابط میں رہتے ہوئے۔

سپورٹس میڈیا آپ کو بڑھانے اور گرانے دونوں کا شوق رکھتا ہے۔ زندگی میں سیکھی گئی اہم ترین باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ میری قدر و قیمت خدا ہی پر منحصر

ہوتی ہے۔ میری اہمیت کا دار و مدار میرے پچھلے میچ کی کارکردگی پر نہیں ہوتا۔ فٹ بال آپ کو ایک حد سے دوسری حد تک پھینک دیتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ہفتہ آپ عروج پر پہنچے ہوں، جبکہ اگلے ہفتے آپ کا ٹیم میں رتبہ کم ہو جائے یا آپ کو ٹیم سے نکال دیا جائے۔ چنانچہ لازم ہے کہ آپ ذہنی طور پر ٹھوس رہیں۔ اِس سلسلے میں میرا ایمان یقیناً میری مدد کرتا ہے۔

مجھے پکا یقین ہے کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ مَیں پیشہ ور فٹ بال میں اپنا کردار ادا کروں۔ ہاں، اس نے مجھے ایک ذمہ داری دی ہے۔ ذمہ داری کا ایک حصہ یہ ہے کہ مَیں دوسرے مسیحی کھلاڑیوں کے ایمان کی حوصلہ افزائی کروں۔ مَیں اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ خدا چاہتا ہے کہ مَیں اُس کے بارے میں دوسرے کھلاڑیوں کو بتاؤں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ اُن کے سامنے تبلیغ کروں بلکہ زیادہ یہ کہ مَیں ایسی زندگی بسر کروں جس سے پتا چلے کہ مَیں مسیحی ہوں۔ بعض دفعہ کھلاڑی میرے پاس آ کر مجھ سے سوال کرتا ہے کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ آپ اِس لحاظ سے مختلف کیوں ہیں؟ تب مجھے اُنہیں ایمان کے بارے میں بتانے کا موقع ملتا ہے۔

میرا مشورہ ہے کہ آپ غور سے وہ کچھ پڑھیں جو درجِ ذیل صفحوں میں کھیل کے متعلق بتایا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اِن سے آپ کو کچھ ایسے معاملات سے نپٹنے کے بارے میں مدد ملے جو آپ کو ہر ہفتہ درپیش ہوتے ہیں جب آپ کھیل کے میدان میں خدا کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

گیون پیکاک

مریخ کے کچھ باشندوں کے بارے میں ایک لطیفہ ہے۔ اُنہیں زمین پر زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ جب واپس پہنچے تو اُنہوں نے دوسروں کو رپورٹ دی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے زمین پر ایک نہایت عجیب و غریب چیز دیکھی ہے۔ گیارہ افراد سفید لباس میں ملبوس ایک میدان میں دائرے کی شکل میں کھڑے تھے۔ دو آدمی جن کی ٹانگوں اور جسم پر پیڈ بندھے ہوئے تھے میدان میں آئے۔ دونوں کے ہاتھ میں لکڑی سے بنی ہوئی چوڑی چوڑی پھٹیاں تھیں۔ میدان میں کھڑے گیارہ لوگوں میں سے ایک نے چمڑے سے بنی ہوئی ایک گول سی چیز پھینکی۔ ایک پھٹی بردار نے اسے اپنی پھٹی سے مارنے کی کوشش کی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ زمین کے ہزاروں باشندے اس عجیب و غریب تماشے کو دیکھنے کے لئے وہاں آئے تھے۔ جو اسے دیکھنے کے لئے اندر نہ آ سکے اُنہوں نے یہ تماشا اپنے گھروں میں ٹیلی ویژن پر دیکھا!

ہمارے معاشرے، تہذیب یا ماحول سے باہر کسی بھی شخص کے لئے کرکٹ کی طرف ہمارے اس خبط کو سمجھنا مشکل ہو گا۔ لیکن کسی کو بھی شک نہیں کہ اس جدید دور میں کھیل مرکزی اہمیت رکھتے ہیں۔ کھیلوں کے ستارے قوم کے ہیرو ہوتے ہیں۔ ہم انکی زندگی کے ہر ایک پہلو سے بہت محظوظ ہوتے ہیں۔ ہم لاکھوں کی تعداد میں میدانوں میں جمع ہوتے ہیں اور اُنہیں فتح کے لئے ابھارتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں لوگ اُنہیں ٹیلی ویژن پر دیکھتے ہیں۔ ان کی پیشہ ور اور نجی زندگیوں کے متعلق اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے خبریں ہم تک پہنچتی ہیں۔ کاروبار اُنہیں پسند کرتا ہے،

کیونکہ ان کی شہرت کا سہارا لے کر کمپنیاں اپنی مصنوعات ریزر سے لے کر گاڑیوں تک ہمیں فروخت کرتی ہیں۔ ہم ان کی مہارت کا اعتراف کرتے ہیں۔ جس قسم کی چیزیں وہ استعمال کرتے ہیں یعنی بوٹ، بال، بیٹ وغیرہ وہ ہم بھی پسند کرتے ہیں۔ ہم اُن کے سے شرٹ پہنتے ہیں جن پر بہت دفعہ ان کے نام یا تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ ہم وہ کپڑے خریدتے ہیں جن کی مشہوری وہ کرتے ہیں۔ جب وہ بولتے ہیں تو ہم بغور سنتے ہیں۔ وہ لاکھوں کے لئے قابلِ تقلید اور نمونہ ہوتے ہیں۔

ایک امریکی اخبار اِس سلسلے میں لکھتا ہے،

> اتھلیٹ، ان کے کارنامے اور ان کی نجی زندگیاں آج کل بڑے غور سے دیکھی جاتی ہیں۔ کچھ لوگ تو اس رجحان سے بچتے ہیں، لیکن مجموعی طور پر یہ ایک تہذیبی خدمت ضرور سرانجام دیتے ہیں۔ جب ہم درست اور غلط کام، نسل پرستی اور معیار کی گراوٹ کے مضامین چھیڑنا چاہتے ہیں تو ہم کھیلوں کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ اِن سے عام تصوارت صاف صاف پتا چلتے ہیں۔ (یو۔ ایس۔ نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ، جون 1998ء)

کھیل قوم کی طبیعت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب مینچسٹر یونائیٹڈ نے مئی 1999ء میں چمپیئن لیگ کا فائنل جیتا تو اس وقت یو کے ٹی وی ناظرین کی تعداد تقریباً 1ء9 کروڑ تھی۔ ان میں سے بہتیرے یا تو فٹ بال میں بہت کم دل چسپی رکھتے تھے یا بالکل نہیں رکھتے تھے۔ اس کے باوجود موقع کے نرالے پن نے اُنہیں دیکھنے پر مجبور کیا۔ سنڈر لینڈ جیسی ٹیم کی پریمئیر لیگ میں پروموشن شہر کے بے شمار افراد پر اثر انداز ہوتی ہے، نہ صرف اُن تیس ہزار لوگوں پر جو ٹیم کو کھیلتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنی مقامی اور قومی ٹیم کی کامیابیوں سے بے پناہ خوشی حاصل کرتے ہیں۔

ہر سال براہِ راست کھیل دیکھنے والے لاکھوں افراد کے علاوہ کروڑوں لوگ ٹی وی کے ذریعے دیکھتے ہیں۔ موجودہ بھرمار سے پہلے بھی یو کے کے ٹیلی ویژن ناظرین کے لئے چار سپورٹس چینل دست یاب تھے۔ یہ چینل عام مرکزی چینلوں کے علاوہ تھے۔

فراغت کے وقت میں اضافہ، ملازمت سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ اور صحت اور فِٹنس کے بڑھتے ہوئے رجحان نے لوگوں کو جم میں شمولیت اختیار کرنے، جاگنگ کرنے اور دیگر سرگرمیوں میں حصہ لینے پر اُبھار دیا ہے۔ بے شمار لوگ میراتھن ریس کے علاوہ سخت محنت طلب کھیلوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ 2ء8 کروڑ کے قریب لوگ جو کہ پوری برطانوی آبادی کا نصف ہیں مہینے میں کم از کم ایک دفعہ کسی کھیل یا تفریحی سرگرمی میں حصہ لیتے ہیں۔

بے شک ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے نزدیک کھیل کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ نہ وہ ٹیسٹ ریکارڈ میں دل چسپی لیتے اور نہ ہی اُنہیں کوئی پروا ہے کہ ورلڈ کپ ہونے والا ہے۔ وہ کبھی کسی جم میں نہیں جاتے۔ ہاں، یہ بات ان کی سمجھ سے باہر ہے کہ دوسرے لوگ کیوں کھیلوں میں اس قدر دل چسپی لیتے ہیں۔ تاہم وہ بھی یہ بات نظر انداز نہیں کر سکتے کہ جدید دور میں کھیلوں کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔

کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ کھیل آج کی دنیا میں بہت سے لوگوں کی زندگیوں میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آج کی کلیسیا سے اس کا کوئی تعلق ہے؟ کیا مسیحیت اور کھیل کا کوئی میل ہے؟ کیا بائبلِ مقدّس کھیل کے متعلق کچھ کہتی ہے؟ کیا بائبل میں کھیلوں کے بارے میں تعلیم پائی جاتی ہے؟

یہ کتاب دکھانا چاہتی ہے کہ کھیل کے شعبے میں نہ صرف مسیحی کی شمولیت ضروری ہے بلکہ کھیل کا میدان خدمت گزاری کا ایک اہم اور بہترین ذریعہ بھی ہے۔

1

ایمان میں کھیل کی حیثیت

کھیل کیا ہے؟

کھیل کو آسانی سے سمجھ لیا جاتا ہے۔ کھیل ایک مشغلہ، ایک تفریح ہے۔ یہ نفسیاتی، جسمانی اور تفریحی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ ہماری سماجی لیاقت بڑھا کر ہمیں نظم و ضبط کا پابند بنا سکتی ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ جو خاندان اکٹھا کھیلتا ہے وہ قائم رہتا ہے۔ کچھ کے لئے کھیل ملازمت بھی ہے اور بڑا کاروبار بھی۔ یورپین سپورٹس کانفرنس چارٹر کے مطابق کھیل ہر شخص کا ایک ناقابلِ انتقال حق ہے۔

کونسل آف یورپ کے مطابق کھیل سے مراد تمام طرح کی وہ جسمانی سرگرمی ہے جو کسی انتظام کے تحت یا اِس کے بغیر ہی کوشش کرتی ہے کہ جسمانی فِٹنس اور ذہنی صحت بڑھائی جائے، دوسروں کے ساتھ رشتے تشکیل پائیں یا تمام سطحوں پر مقابلوں سے نتائج حاصل کئے جائیں۔

برٹش سپورٹس کونسل کا نظریہ اس سلسلے میں زیادہ وسیع ہے۔ اُس کے مطابق کھیل میں درجِ ذیل چار اقسام شامل ہیں۔

- مقابلے والے کھیل، مثلاً فٹ بال، ٹینس، گولف۔

- جسمانی تفریح یعنی جو سرگرمیاں عام طور پر مقابلے کے بغیر اور غیر رسمی بنیادوں پر منعقد کی جاتی ہیں مثلاً تفریح کے لئے پیدل چلنا، سائیکل چلانا یا کشتی رانی۔
- جمالیاتی سرگرمیاں، مثلاً نقل و حرکت اور ڈانس۔
- صحت بڑھانے والی سرگرمیاں، جو اولاً صحت اور فِٹنس بڑھانے کے باعث ہوتی ہیں مثلاً ایروبِکس، وزن اُٹھانا، موسیقی کے ساتھ ورزش کرنا۔

ہم مقابلے کے کھیلوں پر زیادہ غور کریں گے، لیکن یاد رہے کہ کسی مقامی پارک میں جاگنگ کا مقابلہ جس میں زور جیتنے کی بجائے شرکت پر ہو وہ بھی اُسی طرح کھیل کے زمرے میں آتا ہے جیسے کہ اولمپک 100 میٹر ریس کا فائنل۔ ایک کھیل جو دونوں چیزوں کو باہم اکٹھا کرنے میں کامیاب ہوا ہے وہ لندن میراتھن ریس ہے جس میں چند ایک دوڑنے والے پہلی پوزیشن کے لئے جد و جہد کرتے ہیں جبکہ باقی پچیس ہزار لوگ شرکت کی غرض سے ہی حصہ لیتے ہیں۔ لندن میراتھن میں جو بھی دوڑ کے اختتام تک پہنچے اُسے انعام دیا جاتا ہے۔

سماجی ماہرین کے مطابق کھیل ہمارے قومی تمدن کا ایک اہم عنصر ہے۔ مزید یہ کہ کھیل

- بہتر فِٹنس، اچھی صحت اور شخصی خوشی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔
- بچوں کی تعلیمی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- مختلف تجربات اور رفاقت کے مواقع فراہم کرتا ہے۔
- معذور افراد کو صحت اور دیگر کئی جسمانی اور نفسیاتی فوائد فراہم کرتا ہے۔
- معیشت کو تقریباً 9 بلین پاؤنڈ مہیا کرتا ہے۔
- کم از کم 4 لاکھ ملازمتوں کا ذریعہ بنتا ہے۔
- دنیا میں برطانیہ کی ساکھ کو بڑھا کر مستحکم کرتا ہے۔

شاید نکتہ چینی کرنے والا اِس پر شک کرکے سوال کرے کہ کیا دنیا میں برطانیہ کی ساکھ واقعی بڑھائی گئی ہے؟ قومی فٹ بال ٹیم کے تماشائیوں میں کتنے سخت جھگڑے برپا ہوئے ہیں، اور کھلاڑیوں کے متعلق نشہ بازی کے کتنے سکینڈلز ہوا کرتے ہیں؟

کچھ اورویل (Orwell) کے نظرئے کی حمایت کریں گے کہ پیشہ ور کھیل کا انصاف سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اُن کے نزدیک نفرت، حسد، شیخی، قوانین کی خلاف ورزی اور ظلم و تشدد دیکھنے پر بھرپور خوشی پیشہ ور کھیل کے اَن ٹوٹ انگ ہیں۔ دیگر الفاظ میں پیشہ ور کھیل جنگ کے برابر ہے، گو اس میں گولیاں نہیں چلتیں۔

بائبل اور کھیل

زناکاری سے متعلق بائبل کی تعلیم جاننا آسان ہی ہے، کیونکہ خدا نے واضح طور پر اس کو غلط کہا ہے۔ دس احکام میں ہم پڑھتے ہیں، ''تُو زنا نہ کرنا'' (خروج 14:20)۔ اس حکم کو ساری بائبل میں لگاتار دہرایا گیاہے۔ بات صاف ہے۔

لیکن اگر آپ کھیل کے بارے میں بائبلِ مقدّس کی تعلیم جاننا چاہیں تو معاملہ اتنا صاف نہیں۔ جب خدا نے موسیٰ کو دس احکام دیئے تو ان میں کھیل شامل نہیں تھا۔ اس لئے لازم ہے کہ کتابِ مقدّس کے تصورات اور اصول لے کر ان کا اطلاق کھیلوں پر کیا جائے۔ اس باب میں ہم بائبل کے کچھ مخصوص حوالہ جات پر غور کریں گے جن کا تعلق کھیلوں سے ہے اور پھر ان سے کچھ اصول اخز کریں گے۔ دوسرے ابواب میں ہم بائبلِ مقدّس کے اصولوں کو کھیل کے معاملات پر لاگو کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہمیں اس بات کو مدِ نظر رکھنا ہے کہ بائبل میں کھیلوں سے متعلق تمام حوالہ جات نئے عہدنامے میں ملتے ہیں۔ اولمپک کھیلوں کی ابتدا یونان میں 776 ق م میں ہوئی

تھی۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ منظم کھیلوں کے مقابلوں کی ابتدا ہی تھی۔ اہلِ یونان اپنی جسمانی فِٹنس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کھیل ان کے معاشرے کا مرکزی حصہ تھے۔

اِس کے مقابلے میں عبرانیوں کی اکثریت کا طرزِ زندگی ایسا تھا کہ اُنہیں جسمانی کھیل کود کے لئے مشکل سے ہی وقت ملتا تھا۔ اس کے باوجود دوڑنے، پھینکنے، شکار کرنے، وزن اٹھانے، کُشتی کرنے، نیزہ پھینکنے اور تیر اندازی کے کھیل کے شواہد ملتے ہیں۔ شاید ساؤل نیزہ بازی کی ٹیم میں نہ ہوتا، لیکن داؤد ضرور فلاخن کے کھیل میں طلائی تمغہ کے حصول کا امیدوار ہوتا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ اگر داؤد ہمارے زمانے میں ہوتا تو وہ نہایت شاندار کھلاڑی ہوتا۔ کیونکہ بہت تیز دوڑنے کے ساتھ ساتھ وہ چست و چوبند بھی تھا، یعنی اُسے وہ خوبیاں حاصل تھیں جن کا تقاضا بہت سے جدید کھیل کرتے ہیں۔

یہودی معاشرہ کھیلوں کے بارے میں منفی سوچ کیوں رکھتا تھا؟ مسئلہ یہ تھا کہ کھیلوں میں بت پرستی کی رسومات ادا کی جاتی تھیں۔ ساتھ ساتھ فاتحین کی پوجا بھی کی جاتی تھی۔ ہاں، دوڑنے والے اپنی شان و شوکت بڑھانے کی کوشش کرتے تھے، نیز جو دنیاوی سرگرمیاں کھیلوں کے گرد گھومتی تھیں وہ قابلِ مذمت تھیں۔ کم و بیش یہ وہی شکایتیں ہیں جو آج کے مسیحی بھی کرتے ہیں۔

نئے عہد نامے میں کھیلوں سے متعلق تقریباً سب حوالے یونانی کھیلوں کے مقابلوں کے بارے میں ہیں۔ پولس رسول بالخصوص کھیلوں اور مقابلوں کی اکثر بات کرتا ہے۔ وہ بہت دفعہ مسیحی ایمان کا کھیل کے ساتھ توازن کرتا ہے، بلکہ اُس کے نزدیک مسیحی اپنی مسیحی زندگی کے لئے اس دور کے کھلاڑیوں کے تجربات سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ پولس کھلاڑیوں کے تجربات پیش کرکے اپنے قارئین کو تحریک دلانا چاہتا ہے کہ وہ ایمان میں مضبوط رہیں اور ترقی کریں۔

کھیلوں کے بارے میں پولس کی سمجھ داری اور خوب صورت مثالوں کو دیکھ کر کچھ نے اندازہ لگایا ہے کہ اُس نے کھیلوں کی کچھ نہ کچھ تربیت حاصل کی ہو گی۔ ہو

سکتا ہے کہ اس نے کھیلوں میں حصہ لیا ہو یا کم از کم تماشائی کی حیثیت سے کھیلوں کے مقابلے دیکھے ہوں۔ ایسا تھا یا نہیں، لیکن بات صاف ہے کہ نئے عہد نامے کے مصنفین کھیلوں کو اپنے دور کے معاشرے کا اہم حصہ گردانتے تھے اور اسے مسیحی ایمان کو بیان کرنے کا ایک اہم ذریعہ سمجھتے تھے۔کس ناتے سے؟

مضبوط ارادہ

ا۔کرِنتھیوں میں پولس دوڑنے والے اتھلیٹ کی زبردست تربیت کی طرف ایماندار کی توجہ مبذول کرواتا ہے۔ مسیحی کو بھی دوڑ میں دوڑنے والے کے نمونے کی تقلید کرنے اور ایسا سہرا پانے کا چیلنج دیا گیا ہے جو کبھی نہیں مُرجھاتا۔

> کیا تم نہیں جانتے کہ دوڑ میں دوڑنے والے دوڑتے تو سب ہی ہیں مگر انعام ایک ہی لے جاتا ہے؟ تم بھی ایسے ہی دوڑو تاکہ جیتو۔ اور ہر پہلوان سب طرح کا پرہیز کرتا ہے۔ وہ لوگ تو مُرجھانے والا سہرا پانے کے لئے یہ کرتے ہیں مگر ہم اس سہرے کے لئے کرتے ہیں جو نہیں مُرجھاتا۔ پس مَیں بھی اسی طرح دوڑتا ہوں یعنی بے ٹھکانا نہیں۔ مَیں اسی طرح مکوں سے لڑتا ہوں یعنی اس کی مانند نہیں جو ہَوا کو مارتا ہے بلکہ مَیں اپنے بدن کو مارتا کوٹتا اور اسے قابو میں رکھتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ اَوروں میں منادی کر کے آپ نامقبول ٹھہروں۔ (ا۔کرِنتھیوں 9:24-27)

یہاں پولس کھیلوں کی ایسی مثالیں پیش کرتا ہے جن سے اس کے تمام قارئین واقف ہیں۔ دوڑنے والا اتھلیٹ دنیاوی انعام حاصل کرنے کے لئے دوڑ کے ضوابط کا پابند رہتا ہے۔ اِس کے مقابلے میں مسیحی بہت دفعہ اپنی بلاہٹ کی اہمیت کو ٹھیک طور پر نہیں پہچانتے اور اِس لئے اُن تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں جن سے بڑے بڑے انعامات منسلک ہیں۔ پولس مسیحیوں کو تحریک دیتا ہے کہ وہ دوڑ میں دوڑنے والے کی تربیت سے سبق سیکھیں اور اپنا آسمانی انعام پانے کے لئے جد و جہد

کریں۔ چونکہ کُرِنتھس مشہور کھیلوں کا گڑھ تھا اِس لئے وہ پولس کی اِن باتوں سے خوب واقف تھے۔

عبرانیوں کا خط دوڑ کے لئے دوڑنے والے کی تیاری کا موازنہ مسیحی زندگی سے کرتا ہے۔

> پس جب کہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے تو آؤ ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے الجھا لیتا ہے دور کر کے اُس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں در پیش ہے اور ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں۔ جس نے اس خوشی کے لئے جو اس کی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پرواہ نہ کر کے صلیب کا دکھ سہا اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ (عبرانیوں 12:1-2)

یہاں کا اتھلیٹ دوڑنے کے لئے تیار ہے، شاید اپنے روزمرہ استعمال کے کپڑوں میں۔ کیسی مضحکہ خیز بات ہے! دوڑنے والے تو بنیان اور نیکر پہنتے ہیں۔ پیراک اپنے مخصوص لباس پہنتے ہیں۔ جب ہم یہ بات یاد کرتے ہیں کہ قدیم یونان میں دوڑنے والے برہنہ حالت میں مقابلوں میں حصہ لیتے تھے تو اس آیت کا زور مزید بڑھ جاتا ہے۔ اگر کھیلوں میں ایسا ہے تو پھر کیا مسیحی کو ہر گناہ آلودہ سرگرمی اور دنیاوی بات کو ترک نہیں کرنا چاہیئے جو خدا کی خدمت کو ترجیح دینے کی راہ میں حائل ہوتی ہے؟

جب لنڈبرگ (Lindbergh) نے امریکہ اور یورپ کے درمیان اپنی پہلی سنگل انجن فلائٹ مکمل کی تو اس نے اپنی نوٹ بک کے تمام خالی صفحات پھاڑ دیئے تاکہ وزن کم ہو جائے۔ عبرانیوں کا مصنف اسی قسم کی عہد بندی دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ مشورہ دے رہا ہے کہ جس طرح دوڑنے والے کی آنکھیں "فنشنگ لائین" پر لگی ہوتی ہیں اُسی طرح ایمان داروں کی نگاہیں یسوع پر جمی ہونی چاہئیں۔ مسیح کی صلیب پر ثابت قدمی دیکھنے سے ایمان دار کو دوڑ کو مکمل کرنے کی تحریک ملنی چاہیئے۔

ایک مشہور کوچ مسیحی ایمان اور اپنے کھیل میں ایک واضح یکسانیت دیکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں، ''میرے نزدیک فٹ بال اور مسیحی ایمان کا قریبی تعلق ہے۔ کیونکہ مسیحی زندگی بسر کرنے کے لئے انسان کو اُتنا ہی نظم و ضبط کا پابند ہونا پڑتا ہے جتنا کہ فٹ بال کھلاڑی کو کامیاب ہونے کے لئے مختلف باتوں کا پابند ہونا پڑتا ہے۔''

کس قسم کا سہرا؟

نئے عہد نامے کے متعدد حوالے اس سہرے کا ذکر کرتے ہیں جو آسمان پر ہر وفادار کا منتظر ہے۔ سہرا کیا چیز ہوتی ہے؟ سہرے کو کھیلوں کے فاتح کو دیا جاتا تھا۔

> بھلا ہماری امید اور خوشی اور فخر کا تاج (سہرا) کیا ہے؟ کیا وہ ہمارے خداوند یسوع کے سامنے اس کے آنے کے وقت تم ہی نہ ہوگے؟ (۱۔تھسلنیکیوں 19:2)
>
> آئندہ کے لئے میرے واسطے راست بازی کا وہ تاج (سہرا) رکھا ہوا ہے جو عادل منصف یعنی خداوند مجھے اس دن دے گا اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ان سب کو بھی جو اس کے ظہور کے آرزو مند ہوں۔ (۲۔تیمُتھیُس 8:4)
>
> مبارک وہ شخص ہے جو آزمائش کی برداشت کرتا ہے کیونکہ جب مقبول ٹھہرا تو زندگی کا وہ تاج (سہرا) حاصل کرے گا جس کا خداوند نے اپنے محبت کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے۔ (یعقوب 12:1)
>
> اور جب سردار گلہ بان ظاہر ہو گا تو تم کو جلال کا ایسا سہرا ملے گا جو مُرجھانے کا نہیں۔ (۱۔پطرس 4:5)

ان حوالوں میں بھی اِس پر زور دیا جاتا ہے کہ جو سہرا مسیحی زندگی کی منزل ہے وہ ابدی ہے جبکہ اولمپک چمپئین کا سہرے عارضی ہے، خواہ وہ کتنا اہم کیوں نہ ہو۔

فتح

بائبلِ مقدّس میں درجِ ذیل حوالہ جات کو شامل کر کے تیس سے زیادہ فتح کے متعلق حوالے ہیں۔

> خدا کی مدد سے ہم بہادری کریں گے کیونکہ وہی ہمارے مخالفوں کو پامال کرے گا۔ (زبور 12:60)
>
> وہی بادشاہوں کو نجات بخشتا ہے۔ (زبور 10:144)
>
> مگر خدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہمکو فتح بخشتا ہے۔ (ا۔کرِنتھیوں 57:15)
>
> وہ غلبہ جس سے دنیا مغلوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے۔ (ا۔یوحنا 4:5)

یہ حوالہ جات خدا کی فتح کے بارے میں ہیں، اور اِن کا کھیل کے شعبے پر براہِ راست اطلاق مناسب نہیں۔

روحانی سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے کھیلوں کی مثالیں

یسوع روحانی سچائیاں بیان کرنے کے لئے اکثر ایسی مثالیں پیش کرتا تھا جو یہودیہ کے دیہاتی سمجھ سکتے تھے، مثلاً کھوئی ہوئی بھیڑ، بیج بونے والا، گندم اور جھاڑیاں وغیرہ۔ بالکل اِسی طرح پولس رسول یونانی ماحول کے عادی لوگوں کو سمجھانے کے لئے کھیلوں کی مثالیں استعمال کرتا ہے۔

> تم تو اچھی طرح دوڑ رہے تھے۔ کس نے تمہیں حق کے ماننے سے روک دیا؟ (گلتیوں 7:5)
>
> مَیں اچھی کُشتی لڑ چکا۔ مَیں نے دوڑ کو ختم کر لیا۔ میں نے ایمان کو محفوظ رکھا۔ (۲۔تیمُتھیُس 7:4)

متی 16:20 کا کھیلوں کی دنیا پر نفاذ کچھ مشکل ہے!

> آخر اول ہو جائیں گے اور اول آخر۔

فاتح ہونے کی حیثیت

اگر پولس کھیلوں میں حصہ لیتا تو وہ جیتنا پسند کرتا۔ وہ صرف حاضری کے لئے میدان میں نہ رہتا۔ وہ دوسری پوزیشن حاصل کرنے پر اکتفا نہ کرتا بلکہ سخت محنت کرتا۔ وہ ضرور قوانین سے آگاہ ہوتا تاکہ نکال نہ دیا جائے۔ اُس کی پوری توجہ مقصد پر ہی مرکوز ہوتی۔ ذہنی پختگی اور عزمِ صمیم کے باعث وہ زبردست قسم کا مدِ مقابل ہوتا۔ اِن تمام عناصر کا اظہار اُس کے خطوط میں ملتا ہے۔

> ایسا نہ ہو کہ میری اس وقت کی یا اگلی دوڑ دھوپ بے فائدہ جائے۔ (گلتیوں 2:2)
>
> تاکہ مسیح کے دن مجھے فخر ہو کہ نہ میری دوڑ دھوپ بے فائدہ ہوئی نہ میری محنت اکارت گئی۔ (فلپّیوں 16:2)
>
> دنگل میں مقابلہ کرنے والا بھی اگر اس نے باقاعدہ مقابلہ نہ کیا ہو تو سہرا نہیں پاتا۔ (۲-تیمُتھیُس 5:2)

کسی بھی کھیل کا کھلاڑی جانتا ہے کہ غلطیاں اور مایوسیاں مقابلے کا لازم و ملزوم حصہ ہوتی ہیں۔ عین اُس وقت جب کام ٹھیک چل رہا ہو تو کوئی غلطی ہو جاتی ہے، گول ہو جاتا ہے۔ تجربہ کار کھلاڑی جانتا ہے کہ اس بات پر افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ماضی میں رہنے کا کوئی جواز نہیں۔ ضروری بات یہ ہے کہ بال لے کر دوسرے کارنر میں پہنچایا جائے اور گول برابر کیا جائے۔ پولس اِس روحانی خیال کو فلپّیوں کو بیان کرتا ہے،

> اے بھائیو! میرا یہ گمان نہیں کہ پکڑ چکا ہوں بلکہ صرف یہ کہتا ہوں کہ جو چیزیں پیچھے رہ گئیں ان کو بھول کر آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا نشان کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہوں تاکہ اس انعام کو حاصل کروں جس کے لئے خدا نے مجھے مسیح یسوع میں اوپر بلایا ہے۔ (فلپّیوں 3:13-14)

پولس ایک جیتنے والا شخص تھا، اور وہ چاہتا ہے کہ اس کے قارئین بھی جیتے رہیں۔ وہ مسیحی زندگی کو ایک جنگ اور ایک مقابلہ سمجھتا تھا۔ جس طرح کھلاڑی تربیت، مشق، نظم و ضبط اور مضبوط ارادے کے ذریعے اپنی کارکردگی کو بہتر بناتا ہے اُسی طرح پولس چاہتا ہے کہ ایمان دار بھی دعا اور کلام کے مطالعے میں باقاعدگی پیدا کر کے اپنی روحانی زندگی میں ترقی کریں۔ اُس کی خواہش ہے کہ مسیحی کی زندگی خود غرض نہ ہو بلکہ خدا کو پسندیدہ ہو۔

ٹیم ورک

کھیل کھیلنے والا کوئی بھی شخص جانتا ہے کہ ٹیم ورک کیا ہوتا ہے بشرطیکہ اُس کے کھیل میں ٹیم کی ضرورت ہو۔ ٹیم ورک کلیسیا کی ایک خصوصیت ہے۔ پولس فرماتا ہے،

> چنانچہ بدن میں ایک ہی عضو نہیں بلکہ بہت سے ہیں۔ اگر پاؤں کہے چونکہ میں ہاتھ نہیں اس لئے بدن کا نہیں تو وہ اس سبب سے بدن سے خارج تو نہیں۔ اور اگر کان کہے چونکہ میں آنکھ نہیں اس لئے بدن کا نہیں تو وہ اس سبب سے بدن سے خارج تو نہیں۔ اگر سارا بدن آنکھ ہی ہوتا تو سننا کہاں ہوتا؟ اگر سننا ہی سننا ہوتا تو سونگھنا کہاں ہوتا؟ مگر فی الواقع خدا نے ہر ایک عضو کو بدن میں اپنی مرضی کے موافق رکھا ہے۔
> (۱۔کرنتھیوں 12:14-18)

ٹیم ورک کا ذکر پہلے ہی نئے عہد نامے میں موجود ہے۔ خدا ہی نے یہ تصور ایجاد کیا۔ خدا اپنے لوگوں کو نعمتیں عطا کرتا ہے۔ کلیسیا رسول، نبی، استاد اور اسی طرح

سے دوسرے سب کے سب ٹیم میں مختلف پوزیشنوں پر کھیلتے ہیں۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ بڑی فتوحات اکثر کسی ایک کھلاڑی سے نہیں بلکہ ٹیم ورک ہی سے حاصل کی جاتی ہیں۔

کرِس اکابوسی 1991ء کے ورلڈ چیمپئن شپ مقابلوں کے 400x4 میٹر ریلے ریس کے فائنل میں شامل تھے جب برطانیہ کی ٹیم نے امریکہ پر فتح پائی۔ ان کے مطابق گو چاروں برطانوی کھلاڑی چاروں امریکی کھلاڑیوں کے مقابلے میں کمتر تھے تاہم وہ جیت گئے۔ وجہ یہ تھی کہ گو وہ انفرادی طور پر کم تھے لیکن مل کر وہ زیادہ مضبوط تھے۔ ٹیم ورک کی وجہ ہی سے وہ جیت گئے۔

انسانی بدن

انسانی بدن اہم ہے۔ یہ خدا کی کائنات کا حصہ ہے۔ انسانی بدن کو تجسم کے باعث مزید وقار ملا یعنی جب خدا نے انسان بن کر ہڈیوں اور گوشت والا بدن اختیار کیا۔ پولس لکھتا ہے،

> کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن روح القدس کا مقدِس ہے جو تم میں بسا ہوا ہے اور تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے؟ اور تم اپنے نہیں۔
> (ا۔کرنتھیوں19:6)

غرض، ایک فٹ اور تربیت یافتہ بدن خدا کو جلال دے سکتا ہے اور اسے جلال دینا بھی چاہئے۔ اِس کے مقابلے میں کسی نے اعتراض کرکے کہا ہے، ”پیشہ ور کھلاڑی تباہی و بربادی کے آلات ہیں، جو ان افراد کے بدنوں کی حدود کو پرکھنے کے لئے بنائے گئے ہیں جن کے ساتھ ان کا مقابلہ ہوتا ہے۔ اگر مقابلہ ہوتے وقت کوئی برباد ہو جائے تو کوئی بات نہیں۔“ اس نظریہ میں کچھ نہ کچھ سچائی ضرور موجود ہے، لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک گناہ آلودہ دنیا میں بستے ہیں۔

خلاصہ

ان ابتدائی خیالوں کے باعث ہم کھیلوں کی نوعیت کے بارے کچھ نہ کچھ سمجھنے کے قابل ضرور ہوئے ہیں۔ ہم پر یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ بائبلِ مقدّس میں کھیلوں کے متعلق کافی تعداد میں حوالہ جات موجود ہیں۔ تاہم اس سے ہم کھیلوں کے بارے میں ایک ترتیب وار تعلیم مرتب کرنے میں کام یاب نہیں ہوئے ہیں۔ یہی ہمارا اگلا کام ہے۔

2
کھیل بائبل کی روشنی میں

پچھلے باب میں ہم نے کھیلوں کے بارے میں بائبلِ مقدّس کے حوالہ جات پر نظر کی۔ یہ حوالہ جات کھیلوں کی عبادات کے لئے شاندار مواد فراہم کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ یہ کھیلوں کے شائق مسیحیوں کو زیادہ مضبوط ارادہ رکھنے کا چیلنج دیتے ہیں۔ تاہم یہ حوالے ہمیں بائبل کی تعلیم کو ترتیب دینے تک نہیں پہنچاتے۔

پس منظر

اِس کا ذکر ہو چکا ہے کہ بائبلِ مقدّس کا کوئی ایک حوالہ ایسا نہیں ہے جو کھیلوں کے متعلق بائبل کا نکتۂ نظر جامع الفاظ میں پیش کرے۔ تاہم بائبلِ مقدّس میں بہت کچھ موجود ہے جو کھیلوں سے متعلق ہو۔ اس سے پہلے کہ ہم کھیلوں سے متعلق خدا کے مقاصد کو سمجھ سکیں لازم ہے کہ ہم انسان کے لئے خدا کے مقاصد کو سمجھیں۔

خدا کے مقاصد کو سمجھنے کے لئے ہمارا نکتۂ آغاز پیدائش 1 ہے۔ پیدائش کی کتاب مسیحی ایمان کی اساس ہے۔ اُس کے ابتدائی ابواب میں کائنات کی ابتدا، گناہ کی ابتدا اور خدا کے منصوبے کی مخلصی پائی جاتی ہے۔ مختصراً ہم اِن باتوں کو درجِ ذیل پانچ نکات کی صورت میں بیان کر سکتے ہیں:

- تخلیقِ کائنات
- انسان
- گناہ میں گرنا
- عدالت
- مخلصی

تخلیقِ کائنات

پیدائش کا پہلا باب خدا کو کائنات کے واحد خالق کے طور پر ظاہر کرتا ہے۔ تمام کائنات، سورج، چاند اور ستاروں سے لے کر کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کی ابتدا مسیح سے ہوتی ہے۔ خدا ہی تمام کائنات پر اختیار رکھتا ہے۔ یہ بات کثیر الوجود خداؤں کے نظرئے کی نفی کرتی ہے: صرف ایک ہی خدا ہے۔ یہ عقیدۂ وحدت الوجود کی نفی بھی کرتی ہے: کائنات اور خدا ایک نہیں بلکہ خدا کائنات کا خالق ہے۔ یہ کسی قسم کی ثنویت (روح تو اچھی ہے لیکن مادہ جسم سمیت بُرا ہے) کے عقیدے کی نفی بھی کرتی ہے۔ جو بھی چیز وجود رکھتی ہے اسے خدا نے تخلیق کیا ہے، اور وہ اچھی ہے۔

اگر ہم یہ نہ سمجھیں تو ثنویت ہماری سوچ میں آ سکتی ہے۔ پھر ہم ایک فرضی دائرہ بناتے ہیں۔ مسیحی ہونے کی تمام ضروری باتیں مثلاً بائبلِ مقدّس پڑھنا، خدا کی عبادت کرنا اور خدا سے دعا کرنا، اپنی کلیسیا کے ساتھ وفادار رہنا— یہ تمام چیزیں دائرے میں ہوں گے۔ دائرے سے باہر ہر وہ چیزیں ہوں گی جو روحانی نہیں مثلاً اپنے دوستوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا، کھیل کھیلنا، فنون اور میوزک میں حصہ لینا، ہوٹل میں کھانا کھانا، جنسی تعلقات رکھنا، ٹی وی دیکھنا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے متعلق لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ غیر روحانی ہیں۔

اگر یہاں ہم اپنی سوچ میں مذکورہ دائرہ بنائیں تو ہم اُن باتوں کو حقیر جانیں گے جن کا ذکر پیدائش 1 کرتا ہے اور جو کچھ ساری بائبل خدا کے متعلق کہتی ہے یعنی یہ کہ سب کچھ اچھا بنایا گیا ہے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں بُرائی نہیں پائی

جاتی۔ پیدائش 3 میں ہمیں پتا چلتا ہے کہ گناہ کے باعث دنیا میں بُرائی داخل ہوئی۔ گناہ ہماری دعائیہ زندگی اور بائبل کا مطالعہ سمیت سب چیزوں کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ ہمارے رشتوں، ہماری جنسیت، ہمارے کھیل، ہماری دوستیوں کو برباد کرتا ہے۔ گناہ سب کچھ توڑ مروڑ کر رکھ دیتا ہے۔

جب ہم خدا کو اپنی زندگیوں کو کنٹرول کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو ہماری دعاؤں سے لے کر محبت کھیل تک ہماری تمام شکستہ چیزوں سب کچھ کی مرمت شروع ہو جاتی ہے۔ تب خدا اِن چیزوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہمارے اندر کام کرنا شروع کرتا ہے۔ تب وہ ہماری زندگیوں کو روح القدس، کلام اور دوستوں کے ذریعے چھونے لگتا ہے۔ جب ہم دعا کرتے اور بائبل پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں ہماری زندگی کے تاریک پہلوؤں کے بارے میں چیلنج کرتا ہے۔ ہمارے تمام رشتوں سمیت ہر ایک چیز اُس کی روشنی میں آ جاتی ہے۔

جب ہمیں سمجھ آتی ہے کہ خدا ہمارا خالق اور ا چھڑانے والا ہے تو ہمارا رویہ بھی بدل جاتا ہے۔ اگر وہ تمام چیزوں کا خالق ہے تو پھر ہمیں تمام اوقات اور ہر ایک بات میں اس کی عبادت و پرستش کرنے کی ضرورت ہے۔ ساتھ ساتھ ہمیں محتاط ہونا ہے کہ ہم جسمانی باتوں کو روحانی باتوں سے الگ نہ کر دیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم روحانی باتوں کو جسمانی باتوں سے الگ کر کے اُن پر ترجیح دیں اور اُنہیں برتر سمجھیں۔

پیدائش 1 : 21 فرماتی ہے کہ خدا نے دیکھا کہ جو کچھ اس نے بنایا وہ اچھا ہے۔ اِسی خیال کو ا۔تیمُتھیُس 4:4 میں دہرایا گیا ہے،

> کیونکہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے اور کوئی چیز انکار کے لائق نہیں بشرطیکہ شکر گزاری کے ساتھ کھائی جائے۔

خدا کی پیدا کردہ ہر چیز اچھی ہے اور اِس قابل ہے کہ انسان اُس سے لطف اندوز ہو جائے۔ مادی دنیا سے لطف اندوز ہونا کوئی بُری بات نہیں۔ جب ہم کسی

جسمانی یا مادی چیز سے لطف اندوز ہوتے ہیں تو اِس سے ہمیں اپنے اندر کوئی جرم محسوس نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ ہمیں زیادہ روحانی ہونے کی ضرورت ہے۔ اس طرح کے منقسم دنیاوی نظرئے کی بائبل میں کوئی حمایت نہیں ہے۔

کھیل کی کسی بھی تعلیم کو شروع کرنے کا نکتہ یہ ہے کہ خدا کون ہے اور وہ کیا کرتا ہے۔ اگر خدا واقعی ہر چیز کا خالق ہے تو یہ خدا ہی ہے جو کھلاڑی کو کھیلنے کی صلاحیت بخش دیتا ہے۔ جب کوئی فٹ بالر شاندار گول کرے تو اِس سے خدا خوش ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خدا اس وقت خوش ہوتا ہے جب لوگ اس کی عطا کردہ صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہیں۔

ہمیں اس نظرئے کو رد کرنا ہے کہ کھیل کھلینا کوئی نامناسب یا غیر روحانی بات ہے۔ دنیا میں روحانی اور غیر روحانی چیزوں کا امتیاز کرنا غلط ہے۔ ساری دنیا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ سب کو خلاصی پانے کی ضرورت ہے۔ مسیح ہمارا چھڑانے والا ہے، اور وہ ہمیں خلاصی دینے کے لئے آیا۔ اگر ہمیں اِس بات کا یقین نہ ہو تو ہم کبھی بھی یقین نہیں کریں گے کہ کھیل کے لئے وقت نکالنا بالکل مناسب ہے۔

انسان

انسان کون یا کیا ہے؟ اور زندگی کا مطلب کیا ہے؟ پیدائش 1: 26 میں اس سوال کا جواب ہے،

> پھر خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپائیوں اور تمام زمین اور سب جانداروں پر جو زمین پر رینگتے ہیں اختیار رکھیں۔

انسان خداکی صورت پر بنایا گیا ہے، اور اُسے زمین پر خدا کا اختیار رکھنے والا نمائندہ مقرر کیا گیا ہے یعنی اُسے الہٰی اختیار میں شریک کیا گیا ہے۔ جو ذمہ داری ہمیں دی گئی ہے وہ ہمیں عزت بخشتی ہے۔ اُس میں ہم اپنی تخلیقی صلاحیتیں استعمال کر کے سکون پا سکتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ انسان کو خلق کرتے وقت خدا نے اُس کے اندر کھیلنے کی خواہش پیدا کی۔

اگر انسان کو واقعی خدا کی صورت پر بنایا گیا تو اس سے انسانوں کو ایک لاثانی عزتِ نفس حاصل ہوتی ہے۔ اس عزت اور قدر کا دار و مدار اس بات پر نہیں کہ ہم کیا کر سکتے ہیں بلکہ اس پر ہے کہ ہم پہلے سے ہی کیا ہیں۔ ہماری قدر و منزلت خدا کے ساتھ ہمارے رشتے سے حاصل ہوتی ہے۔ اُس کا انحصار پچھلے میچ میں ہماری کارکردگی پر نہیں ہوتا۔

گناہ کا آغاز

پیدائش 3 میں گناہ دنیا میں داخل ہوا جب آدم اور حوا نے خدا کے اختیار کے خلاف بغاوت کی۔ وہ اس بات پر مطمئن نہ تھے کہ ہم خدا کی شبیہ پر بنائے گئے ہیں۔ وہ اس سے کچھ بڑھ کر حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ خدا کی مانند بننا چاہتے تھے۔ بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ آدم اور حوا کے گناہ نے ہم سب کو متاثر کیا (مثلاً رومیوں 5)۔ اُن ہی کے باعث ہم سب بھی گنہگار ہیں۔ لیکن یہ نہ صرف موروثی ہے بلکہ ہم خود بار بار گناہ کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم خود اپنے گناہوں کے ذمہ دار ہیں۔ اب ساری کائنات کی چمک ماند پڑ گئی ہے۔ جو کچھ خدا نے اس لئے پیدا کیا تھا کہ ہم اُس سے لطف اندوز ہوں اب وہ ہمارے خود غرضانہ اور گناہ آلودہ رویے کے باعث تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ اب جو بھی ہم کریں اُس میں وقار کا عنصر کم اور تنگی اور الجھن زیادہ پائی جاتی ہے۔

عدالت

گناہ میں گرنے کا نتیجہ عدالت ہے۔ پیدائش 3: 14 میں خدا سانپ، آدم اور حوا کو ان کے گناہ کے نتائج بیان کرتا ہے۔ پیدائش 6 میں خدا گناہ میں ڈوبے لوگوں کو سیلاب کے ذریعے ہلاک کرتا ہے۔ خدا کا قہر اور عدالت ہمیں بے چین کرتے ہیں، لیکن وہ بائبل میں مرکزی اہمیت رکھتے ہیں۔

فدیہ

خدا نے ساری دنیا کو پانی کے طوفان سے ہلاک نہ کیا۔ نوح اور اس کا خاندان بچا لئے گئے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا دنیا کے آخر میں ہر ایک انسان کی عدالت کرتے وقت کیا کرے گا۔ یہ اس عظیم نجات کی طرف بھی اشارہ ہے جو مسیح میں دنیا میں آئے گی۔ مسیح میں جو کامل انسان ہے، تخلیق بحال ہو جائے گی۔ نسلِ انسانی صرف اور صرف یسوع مسیح کے ساتھ تعلق کے ذریعے ہی تکمیل تک پہنچتی ہے—اس دنیا میں بھی اور بالآخر آسمان پر بھی۔

ہماری زندگی کے تمام پہلو مسیح کے ساتھ ہمارے رشتے سے وابستہ ہیں اور اسی کے ذریعے بحال کئے جاتے ہیں مثلاً ہمارا مذہب، ہمارا خاندان، ہمارا کام، ہمارے مشاغل وغیرہ وغیرہ۔ ہم اس لئے بچائے جاتے ہیں کہ ہم تمام اوقات اور تمام باتوں میں مسیح کی نمائندگی کریں۔

اب یہ تمام باتیں کھیل پر کس طرح لاگو ہوتی ہیں؟

بائبل کھیلوں کے خلاف نہیں

ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ نئے عہد نامے کے مصنفین کھیلوں کی بہت سی مثالیں استعمال کرتے ہیں۔ ان مثالوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو کھیلوں کو بُرا قرار دے۔ اگر کھیل بُری چیز ہوتی تو روح القدس ضرور کلام میں ان کے خطروں سے

آگاہ کرتا۔ بے شک بائبلِ مقدّس کھیلوں کے خلاف باتیں نہیں کرتی۔ یہ تخلیق کی اِس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ خدا نے سب کچھ اچھا بنایا۔

خدا کی طرف سے ایک نعمت

کھیل خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ کھیل کھیلنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کی قابلیت خدا کی تخلیق کا حصہ ہیں۔ بائبلِ مقدّس بدن اور جان کی کسی ایسی ثنویت کا اظہار نہیں کرتی۔ انسانی بدن اور روح کی یگانگت ہے، اور بائبلِ مقدّس انسانی بدن کی قدر کرتی ہے۔

بائبلِ مقدّس کے مطابق خدا مرد اور عورت دونوں کو نعمتوں سے نوازتا ہے۔ روحانی نعمتوں کے ساتھ ساتھ ہمیں فطری اور جسمانی صلاحیتیں بھی دی گئی ہیں۔ یہ سب کی سب خدا کی طرف سے ہیں، اور اُنہیں ہماری تفریح و شادمانی اور خدا کے جلال کے لئے استعمال کرنا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کچھ نعمتیں مثلاً موسیقی کی نعمت تو خدا کی طرف سے ہے جبکہ کھیلوں سے متعلق صلاحیتیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ کھیل کی صلاحیت بھی خدا کی طرف سے اتنی ہی بڑی نعمت ہے جتنی کہ کوائر میں گیت گانا یا سنڈے سکول میں پڑھانا۔ سب نعمتیں اس قابل ہیں کہ خدا کی خدمت میں اس کے جلال کے لئے استعمال ہو سکیں۔

ٹرپل جمپ میں ورلڈ ریکارڈ ہولڈر جوناتھن ایڈورڈز اسے یوں بیان کرتے ہیں ''یہ حقیقت کہ انسانی بدن 18ء29 میٹر چھلانگ لگا سکتا ہے اس بات کی گواہی ہے کہ ہم کس قدر عظیم خدا کی خدمت کرتے ہیں۔''

اسی طرح سے گولف کے کھلاڑی بیرن ہارڈ لینگر فتوحات پانے کے بعد اپنی تقریر میں اکثر کہا کرتا تھا، ''اے خدا، تیرا شکر ہو کہ تُو نے مجھے اِتنی خوب صورت دنیا میں رکھا ہے کہ گولف کھیلوں۔ اس صلاحیت کے لئے تیرا شکر ہو۔''

سابق جنوبی افریقہ کا فاسٹ باؤلر پیٹر پولاک نے خوب کہا ہے، ''صلاحیت خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے، لیکن کامیابی کا لالچ اس کے منصوبے میں شامل نہیں۔'' جب کھیلوں سے دل چسپی رکھنے والے لوگ پہچانتے ہیں کہ کھیل کی صلاحیت خدا کی طرف سے نعمت ہے تو وہ آزاد ہو جاتے ہیں۔ وہ کھیل سے لطف اندوز بھی ہو سکتے ہیں اور خدا کو جلال بھی دے سکتے ہیں۔ اب وہ جانتے ہیں کہ کھیل کوئی ناپاک یا کمینہ سرگرمی نہیں ہے۔ اب وہ کھیل کے میدان میں جا کر اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکتے ہیں۔ جس طرح کُلُسِّیوں 3:23 میں لکھا ہے،

> جو کام بھی کرو جی سے کرو یہ جان کر خداوند کے لئے کرتے ہو نہ کہ آدمیوں کے لئے۔

غرض، مسیحی کو کھلاڑی ہونے کی آزادی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ مسیحی کھلاڑی کا فرض یہ ہے کہ وہ خدا کے ساتھ اپنے رشتے کا اظہار کرے اور اپنے ایمان کا کھیل کے میدان میں آزادانہ اعلان کرے۔ یہ ایک مسیحی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے کو دکھائے کہ خدا کی طرف سے ملنے والی نعمت کو کس طرح استعمال کرنا ہے۔

عبادت کا موقع

عبادت کیا ہے؟ عبادت نہ صرف اتوار کے دن ہوتی ہے۔ یقیناً اجتماعی عبادت ہماری روحانی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ لیکن بائبل کے مطابق عبادت اِس سے کہیں زیادہ ہے۔ عبادت ایک ایسا عمل ہے جو روزانہ اور لمحہ بہ لمحہ ہونا چاہئے۔ رومیوں 12:1 میں لکھا ہے،

> پس اے بھائیو! مَیں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری معقول عبادت ہے۔

ہمیں تمام باتوں میں تمام اوقات پر خدا کی عبادت کر کے مسیح کی نمائندگی کرنی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کا ہر ایک عمل خدا کی عبادت کے لئے وقف ہونا چاہئے۔ یہ کافی نہیں کہ ہم اتوار کے دن کو پاک مانیں اور باقی دن جو جی چاہے کریں۔ مسیحی کو ہر بات میں خدا کو خوش کرنا ہے گویا کہ وہ سب کچھ خدا کے لئے کر رہا ہے۔ اس میں کھیل بھی شامل ہے۔ جوناتھن ایڈورڈز ٹرپل جمپ سے خدا کی عبادت کر سکتا ہے۔ اِسی طرح ہم سب اپنے کھیلوں سے خدا کی عبادت کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم اِن سے خدا کے نام کو جلال دیں۔

اس خیال کو فلم ''چیریئٹس آف فائر'' کے ایک منظر میں بڑی خوب صورتی سے بیان کیا گیا ہے جب ایرک لڈل دوڑتے وقت کہتا ہے، ''خدا نے مجھے ایک مقصد کے تحت بنایا ہے، لیکن اس نے مجھے تیز بھی بنایا ہے۔ دوڑتے وقت مَیں خدا کی خوشی محسوس کرتا ہوں۔'' آج کل بہت سے مسیحی اِسی نتیجے تک پہنچے ہیں کہ کھیل سے ہم خدا کے لئے خوشی کا باعث بن سکتے ہیں۔

حقیقت میں ایرک لڈل کی بات مزید جامع تھی۔ اُس نے فرمایا، ''خدا نے مجھے ایک مقصد کے تحت بنایا ہے، یہ کہ مَیں چین میں مشنری بن جاؤں۔ لیکن دوڑتے وقت مَیں خدا کی خوشی محسوس کرتا ہوں۔ اگر مَیں یہ چھوڑتا تو اُسے حقیر جانتا۔ جیتنے سے مَیں اُسے جلال دیتا ہوں۔'' دیگر الفاظ میں اگر وہ اپنی نعمت استعمال نہ کرتا تو وہ خدا کی بے عزتی کرتا۔

اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں سارا دن صرف کھیلوں میں صَرف کرنا چاہئے تاکہ خدا کو جلال دیں۔ بے شک تمام باتوں میں ایک اعتدال اور توازن ہونا ضروری ہے۔ یہ بات گیون پیکاک پر صادق آتی ہے جو کہ نیوکیسل یونائیٹڈ، چیلسی اور کوئیز پارک رینجرز کا پیشہ ور فٹ بالر ہے۔ وہ فرماتا ہے،

> مَیں سمجھتا ہوں کہ میری فٹ بال کھیلنے کی صلاحیت خدا کی طرف سے نعمت ہے۔ یہ خوبی مجھے خدا نے عطا کی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ خدا کی مرضی یہ ہے کہ جو کچھ اس نے مجھے دیا ہے مَیں اُس میں محنت کروں اور اُسے بہترین طریقے سے خدا کے جلال کے لئے استعمال کروں۔ مجھے 'چیریئٹس آف فائر' کا وہ لمحہ پسند ہے جب ایرک لڈل کہتا ہے، 'خدا نے مجھے ایک مقصد کے تحت بنایا ہے ...' جب مَیں کھیلتا ہوں تو خدا کی حضوری محسوس کرتا ہوں، اور مَیں اُسے جلال دینے کی کوشش کرتا ہوں، چاہے کام یاب ہوں یا نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ کوئی بھی اچھی یا خوب صورت چیز خالق کی قدرت کا عکس اور جھلک ہوتی ہے۔ بعض اوقات آپ بال کو بالکل ٹھیک طریقے سے کک لگانے جاتے ہیں جیسے کہ مَیں نے سویڈن کے خلاف چیلسی کی طرف سے کک لگا کر گول کیا تھا۔ بعض اوقات سب کچھ باہم مل کر اتنا اچھا ہوتا ہے کہ آپ کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ ایسے موقعوں پر لگتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر کوشش بھی کریں اِسے دہرا نہیں سکتے۔ جب ایسا ہوتا ہے تو مَیں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔

ایل کینیڈی جس نے کیمبرج یونیورسٹی کی طرف سے رگبی کھیلی وہ بھی ایرک لڈل کی بات پر زور دیتا ہے۔ اس کے نزدیک "مَیں اپنی زندگی کے ہر ایک پہلو کو اپنی مسیحی زندگی کا حصہ سمجھتا ہوں۔ خدا نے مجھے یہ نعمتیں اور صلاحیتیں دی ہیں۔ جب مَیں کک لگا کر بال گول میں پھینکتا ہوں تو اس وقت اپنے اندر خدا کی شادمانی محسوس کرتا ہوں۔"

پیٹر پولاک ایک اہم بات کا اضافہ کرتے ہیں، "جب آپ صحیح طرح اپنی شہرت، کامیابی اور ناکامی سے نپٹتے ہیں اور جب آپ کی زندگی کے بارے میں صحیح رائے ہو

تب ہی خدا کے نام کو جلال ملتا ہے۔ ٹرافی، انعامات اور کامیابی خدا کو جلال نہیں دیتے۔“

ویسٹ منسٹر اقرار نامہ کے مطابق ہم خدا کے نام کو جلال دینے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ کیا کوئی وجہ ہے کہ خدا کے نام کو کھیل کے میدان میں جلال نہ دیا جائے بلکہ صرف چرچ میں ہی؟

اپنے پڑوسی سے محبت رکھنے کا موقع

جب ہم کھیل کے میدان میں ایک دوسرے کے خلاف بر سرِ پیکار ہوتے ہیں تو اس وقت یسوع کے الفاظ ”اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ“ پیشِ نظر رکھنا آسان نہیں۔ ایک ایسے ماحول میں جہاں مخالف کے ساتھ نفرت کرنا عام ہوتی ہے وہاں ہمیں اپنے مخالف کو اپنا پڑوسی سمجھنا ہے اور اس سے محبت رکھنی ہے۔ ہمیں کھیل کے مقابلے میں خدا کو پیشِ نظر رکھنا ہے۔

اپنے مخالف سے محبت کرنا ایک بڑا چیلنج ہے، خاص کر جب افرا تفری اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا عمل عروج پر ہوتا ہے۔ شاید ہی خدا کسی کے جیتنے کی فکر ہو، لیکن وہ یقیناً اس بات کی پرواکرتا ہے کہ ہم اپنے مخالف کھلاڑیوں کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرتے ہیں۔

کھیل کا میدان ——ایک امتحان گاہ

خدا کا مقصد یہ ہے کہ ہم خدا پرستی کی زندگی بسر کریں، ایسی زندگی جو اسے خوش کرے۔ ہمیں یسوع کی ہدایت پر عمل کرنا ہے،

> تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر خدا باپ کی جو آسمان پر ہے تمجید کریں۔ (متی 16:5)

کھیل کے میدان میں جوش کے لمحات کی حدت مسیحی کے لئے ایک کڑا امتحان ہے۔ کیا آپ اپنے مخالف کو معاف کر سکتے ہیں جس نے ابھی ابھی آپ کے ساتھ فاؤل کیا ہے؟ کیا آپ اپنے مخالف سے انتقام لینا چھوڑ سکتے ہیں جس نے غلط طریقہ کار اپناتے ہوئے آپ کو شکست دی ہے؟ کھیل کا میدان ایک کٹھالی ہے جہاں مخالفت کے شعلوں میں ہمارا ایمان پرکھا جاتا ہے۔

جب ہم یسوع کے ہیں تو لوگ کس طرح پہچانتے ہیں کہ ہمارا پیغام سچا ہے؟ اِس سے کہ ہم اپنے مالک کی تابعداری کریں، حقیقی محبت کا عکس پیش کریں اور ایک دوسرے کو معاف کریں، خاص طور پر کھیل کے ان لمحات میں جب ہم مشکل تجربات سے گزر رہے ہوں۔

اِس کا ذکر ہو چکا ہے کہ کھیل اور مسیحی زندگی میں بہت سی باتیں ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔ ہم بہت سی باتیں کھیل کے میدان سے سیکھ کر ان کا اطلاق مسیحی زندگی پر کر سکتے ہیں۔ کھیل میں بھی کردار کی تعمیر کا عنصر پایا جاتا ہے۔ فلپّیوں 2: 12 میں پولس فرماتا ہے، "اپنی نجات کا کام کئے جاؤ۔" کھیل کے میدان میں بھی ہمیں یہ سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب مشکل صورتِ حال ہو تو صحیح ردِعمل سے ہمارے ایمان کو زبردست تقویت ملتی ہے۔

اِس ناتے سے رگبی کے ایک کھلاڑی فرماتے ہیں،

> مَیں نے یہ بات سیکھی ہے کہ میری گواہی برکت کا باعث رہی ہے، نہ صرف میرے لئے بلکہ دیگر بہت سے کھلاڑیوں کے لئے بھی۔ وہ مجھے ایک شریف لیکن زبردست کھلاڑی کے طور پر جانتے ہیں۔ لیکن وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر کوئی کھیل کے میدان میں میرے خلاف غلط کام کرے تو مَیں خوشی سے کھیل کو اپنے ہاتھ میں لے کر زیادہ سے زیادہ کام خود کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اِس عمل سے مَیں کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ میرا انتقام

> اِس میں ہوتا ہے کہ مَیں سیدھے اور بڑے زور سے دوڑتا ہوں۔ بال چھن جانے کی صورت میں مَیں سختی سے اُن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ لیکن قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم کھیل کے میدان میں جا کر جنگجو فوجی کی طرح لڑیں۔ اکثر کھلاڑی یہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب مَیں پہلی دفعہ انگلینڈ آیا تو مجھے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مَیں ہر ہفتہ سوجھی ہوئی آنکھوں، خراش زدہ چہرے اور جسم پر زخم لئے گھر واپس آتا تھا۔ دوسرے کھلاڑی یہ سب کچھ دانستہ کرتے تھے۔
>
> مَیں خداوند سے چلا کر کہتا تھا، 'مَیں کیا کروں؟ کیا مَیں انتقام لوں؟' لیکن اُس نے فرمایا، 'ہرگز نہیں، صبر سے کام لے، مَیں ہی سب کچھ ہینڈل کروں گا۔' پھر ایک وقت آیا کہ جو لڑکے پہلے مجھے مارتے تھے وہ میرے پاس آ کر مجھ سے ہاتھ ملانے لگے۔ اب وہ کھیل کے اختتام پر میرا شکریہ ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں شاباش، آپ بہت اچھا کھیلے! اس قسم کا تاثر بہت اچھا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مَیں بہت کچھ برداشت کر سکتا ہوں، لیکن مَیں دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔
>
> میرے خیال میں اِس سلسلے میں میری کامیابی اِس پر منحصر ہے کہ خدا نے مجھے کھیل پر اپنا پورا دھیان دینے اور اپنے آپ کو کنٹرول کرنے کی تقویت دی۔ یہ یقیناً خدا کے اثر کے باعث ہی ہے۔

ایڈریئن ڈیوس کی شدید خواہش تھی کہ وہ رگبی ورلڈ کپ میں ویلز کی طرف سے کھیلے۔ اُس کی یہ خواہش پوری ہوئی۔ بطور مسیحی اس نے اپنی اس خواہش کو خدا کے سپرد کیا، لیکن یہ خواہش اس طرح پوری نہ ہو سکی جس طرح کہ وہ امید کر رہا تھا۔ وہ فرماتا ہے،

> میچ ہارنے کے بعد ڈریسنگ روم میں بڑی مایوسی کا سا ماحول تھا۔ ہم جانتے تھے کہ ہمیں وہ میچ جیتنا چاہئے تھا۔ مَیں نے خدا سے پوچھا کہ ہمارے ساتھ ایسے کیوں ہوا۔ مجھے اس کا جواب آج کے دن تک نہیں ملا۔

سی۔ ٹی۔ سٹڈ کو چین میں مشنری بننے کے لئے کرکٹ کا پیشہ چھوڑنا پڑا، گو وہ بہت لائق کھلاڑی تھا۔ پھر بھی اُس نے کبھی اس بات پر افسوس نہ کیا کہ پہلے وہ کرکٹ کا کھلاڑی تھا بلکہ وہ یہ کہا کرتا تھا کہ کرکٹ سے مَیں نے دلیری، برداشت اور نظم و ضبط سیکھ لیا۔ جب مَیں نے اپنی زندگی کو مسیح کے لئے وقف کیا تو یہ خوبیاں اُس کی خدمت میں بہت کار آمد ثابت ہوئیں۔

گواہی کا موقع

اپنے خادموں کے لئے خدا کے منصوبے کا ایک حصہ یہ ہے کہ وہ ارشادِ اعظم کی تکمیل کریں،

> تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ (متی 19:28)

اس بات کو اعمال 1: 8 میں دہرایا گیا ہے،

> لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہو گا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلم اور یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے۔

۲۔کرِنتھیوں 5: 20 میں پولس مسیحیوں کو "مسیح کے ایلچی" سمجھتا ہے۔ کھیلنے والوں کے لئے مسیح کے موثر ایلچی ہونے کا موثر ترین شعبہ کھیل کا میدان ہے۔ کھیل کا میدان دوست بنانے اور لوگوں کے ساتھ وقت گزارنے کا زبردست ذریعہ ہے۔

دوست ہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہماری بات پر بھروسا کر کے سننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

خدا نے ہمیں جہاں کہیں بھی رکھا ہے اپنی گواہی کے لئے رکھا ہے۔ کھلاڑیوں کو ایک ایسے ماحول میں خدا کو ظاہر کرنے کا موقع ملتا ہے جہاں غیر مشروط اور قربانی دینے والی محبت کم ہی پائی جاتی ہے۔

اینڈوکا اوڈیزر، ومبلڈن کا کوارٹر فائنل کھیل رہے تھے۔ اُنہیں اس میچ میں اپنے مخالف کھلاڑی کے ساتھ اپنی مسیحیت کا عملی ثبوت دینے کا موقع ملا۔ وہ بتاتے ہیں،

> مَیں ہالینڈ میں گھاس کے میدان پر ٹورنامنٹ کا میچ کھیل رہا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ میرا مخالف کسی سبب سے پریشان ہو رہا تھا۔ مَیں نے اسے یہ بات کہتے سن لیا کہ مجھے گھاس پر کھیلنے والے جوتے نہیں مل سکے جس کی وجہ سے میرے پاؤں پھسل رہے ہیں اور مَیں ٹھیک طریقے سے کھیل نہیں پا رہا۔ یہ سن کر مَیں نے اسے اپنے جوتے دینے کی پیش کش کی۔ وہ ہکا بکا رہ گیا۔ ظاہر تھا کہ وہ سوچ رہا تھا کہ اس قدر بے وقوفی بھلا کوئی کیسے کر سکتا ہے؟ مَیں نے اپنے ہوٹل کی چابیاں اسے تھماتے ہوئے کہا کہ خود جا کر لانا چاہتے ہو تو خود چلے جاؤ یا پھر کسی کو بھیج کر منگوا لو۔
>
> جب میچ شروع ہوا تو وہ میرے جوتے پہنے ہوئے آیا! اس نے مجھ سے پہلا سیٹ جیت لیا، لیکن مَیں نے اگلے دونوں سیٹ جیت لئے۔ میچ کے اختتام پر اُس نے بڑے زور سے میرا شکریہ ادا کیا۔ ایسا تجربہ اس کے ساتھ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

مسیحیوں کو جم کلبوں، گولف کے میدانوں، ٹینس کورٹس اور دیگر کھیلوں کے میدانوں میں اِنجیل کی خوش خبری دنیا میں ہر جگہ پھیلانے کے مواقع ملتے ہیں۔ کھوئے ہوئے

شاید ہی چرچ میں آئیں، لیکن سپورٹس کلبوں کو ہی خدمت گزاری کا میدان سمجھتے ہوئے ہم ان تک مسیح کی خوش خبری پہنچا سکتے ہیں۔
کسی نے خوب کہا ہے،

> جس طرح روم کی سڑکیں قدیم دنیا تک اِنجیل کی خوش خبری پہنچانے کے لئے استعمال ہوتی تھیں اُسی طرح آج کے دور میں کھیل کے میدان وہ بے مثال جگہیں ہیں جہاں مسیح کی گواہی بڑے موثر طریقے سے دی جا سکتی ہے۔

ساؤتھ افریقہ کے کپتان ہینسی کرونئے کہا کرتے ہیں،

> میرے لئے کرکٹ کا میدان گواہی کا موقع فراہم کرتا ہے۔ میدان میں اترتے وقت مَیں یہ دعا نہیں کرتا کہ اے خداوند، براہِ مہربانی جیتنے میں میری مدد کر۔ نہیں، مَیں خدا کے نام کو جلال دینے کے لئے نکلتا ہوں، یہ دعا کرتے ہوئے کہ مجھے ہجوم کے سامنے یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ مَیں مسیحی ہوں، جو کچھ اس نے میرے لئے کیا ہے اُس کے لئے مَیں شکر گزار ہوں، اور کہ دوسروں کو بھی یہ کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔

اہم لیکن سب سے اہم نہیں

پولس نے تیمُتھِیُس کو کہا،

> جسمانی ریاضت کا فائدہ کم ہے لیکن دینداری سب باتوں کے لئے فائدہ مند ہے اس لئے کہ اب کی اور آئندہ کی زندگی کا وعدہ بھی اسی کے لئے ہے۔ (ا۔تیمُتھِیُس 8:4)

کھیل جائز اور قانونی اعتبار سے بالکل درست ہے۔ یہ خدا کی کائنات کا حصہ ہے، اور یہ بہت سے لوگوں کے لئے خوشی کا باعث بنتا ہے۔ کھیل کسی بھی دوسری انسانی سرگرمی کی طرح یکساں ضروری ہے۔ کھیل کے ذریعے لوگ خدا کے نام کو جلال دے سکتے ہیں، اور اس سے خدا سے دُور لوگوں تک پہنچنے کا موقع ملتا ہے۔ تاہم یہ بات تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ کھیل محض چند روزہ اور عارضی ہے۔ یہ بھی دیگر انسانی سرگرمیوں کی طرح آتی اور چلی جاتی ہے۔ اگر ہم ابدیت کے نقطۂ نظر سے دیکھیں تو کھیل کی اہمیت اور قدر و قیمت محدود ہے۔

کھیل خود منزلِ مقصود نہیں ہے بلکہ وہ منزلِ مقصود تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ کھیل مسیح کو جاننے اور اس میں بڑھنے کا ایک راستہ ہے۔ البتہ کھیل کو اگر مسیح سے بڑھ کر درجہ دیا جائے تو وہ ہمارا بُت بن سکتا ہے۔ کھیل اس وقت تک اہمیت کا حامل ہے جب تک یہ مسیح کی خدمت کے تحت رہے۔

کسی نے خوب کہا ہے،

> نئے عہدنامے کے مصنفین نہ صرف موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں ایک ہی رائے رکھتے ہیں بلکہ وہ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اس ابدی زندگی کا مقصد خدا باپ کی حضوری میں مسیح کے ساتھ رہنا ہے ... کھیل کے منصوبے بنا کر اُنہیں تکمیل تک پہنچانا ایک عظیم کام ہے۔ لیکن زندگی کے حقیقی مقصد کے پیشِ نظر چھوٹی مدت کے یہ منصوبے فرق نوعیت رکھتے ہیں۔ اگر فائنل میچ جیتنا ایک بڑی بات ہے تو پھر زندگی کے حتمی مقصد پانے کا جشن کس قدر زیادہ عظیم ہوگا۔

پیٹر پولاک اس بات سے متفق ہیں، ''مسیحی سپورٹس مین کا یہ فرض ہے کہ وہ خدا کے مہیا کردہ میدان میں ان تمام صلاحیتوں کو بروے کار لائیں جو اس نے ہمارے

اندر رکھی ہیں۔ یہ بات ہمیشہ ہمارے احساس میں سمائی رہے کہ ہماری آخری فتح ورلڈ کپ نہیں ہے۔"

کسی نے کہا ہے کہ فٹ بال میرے لئے زندگی اور موت کا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے لوگ ایسے ہی سوچتے ہیں۔ کولمبیا کے ایک کھلاڑی کو ورلڈ کپ میں غلط گول کرنے کے بعد قتل کر دیا گیا۔

جب برازیل میں کچھ نام ور کھلاڑیوں کو 1994ء کے ورلڈ کپ کے لئے منتخب نہ کیا گیا تو کسی نے اُنہیں درجِ ذیل خط لکھا،

> پہلے تو ہم فہرست میں آپ کا نام نہ دیکھ کر بہت افسردہ ہوئے۔ پھر ہم نے اس آیت کو یاد کیا کہ سب چیزیں مل کر خدا سے محبت کرنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں۔ یہ بات آپ پر بھی صادق آتی ہے، اگرچہ آپ ٹیم کے لئے چنے نہیں گئے۔ خدا کرے کہ ہمارا عظیم دلاسا دینے والا آپ کے دل کو اس میں مضبوط کرے کہ آپ کے نام ایک اَور فہرست میں شامل کئے گئے ہیں یعنی کتابِ حیات کی فہرست میں۔ آپ کے نام ان لوگوں کی فہرست میں شامل ہیں جو خدا کے ساتھ ابدیت میں زندگی گزاریں گے۔

ہماری اہمیت ہمارے کارناموں پر مبنی نہیں ہوتی

کسی بھی کھلاڑی کے لئے ہمیشہ ہی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ گولف کے چیمپئن برن ہارڈ لینگر کا کہنا ہے کہ وہ اپنی 95 فی صد گولف شاٹس سے مطمئن نہیں ہوتے حالانکہ وہ فاتح ہیں!

جب فٹ بال کے کھلاڑی ایلن کمفرٹ کے کیریئر کا اختتام زخمی ہونے کے باعث ہوا تو یہ بات ان کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ وہ کہتے ہیں،

> پہلے لوگ میری بہت عزت کرتے تھے جبکہ اب کوئی بھی پوچھنے والا نہیں رہا۔ بات میری عزتِ نفس کو مجروح کرنے لگی۔ بندہ سوچنے لگتا ہے کہ اب مَیں کچھ بھی نہیں رہا ... لیکن مسیحی نقطۂ نظر سے میرے لئے یہ سوچنا ہمیشہ ہی مدد کا باعث بنا کہ خدا جانتا ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے اور یہ بھی کہ سب کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

سابق یو۔ ایس۔ ماسٹرز وِنر لیری مائیز کہتے ہیں،

> اگر میری قدر و قیمت میری کارکردگی پر مبنی ہو تو پھر میری زندگی جھولے سے مطابقت رکھے گی۔ یعنی اگر مَیں اچھا کھیلوں تو مَیں خوش ہوں گا۔ اگر اچھا نہ کھیل پاؤں تو پریشان ہوں گا اور جب تک دوبارہ اچھا نہ کھیلوں تب تک خوش نہیں ہوں گا۔ مَیں اس طرح کی زندگی بسر کرنا نہیں چاہتا اور شکر خدا کا کہ مجھے ایسی زندگی گزارنے کی ضرورت بھی نہیں۔ میری قدر و قیمت اِس پر مبنی ہے کہ خدا نے میرے لئے اپنا بیٹا یسوع مسیح بھیجا کہ میرے لئے اپنی جان دے۔

گیون پیکاک بھی ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے یہ بات سیکھی ہے کہ ہمیں اپنا اطمینان اور شادمانی کھیل میں اپنی کامیابی سے جوڑنے کی ضرورت نہیں:

> لازم ہے کہ آپ ذہنی طور پر ٹھوس رہیں۔ فٹ بال آپ کو ایک حد سے دوسری حد تک پھینک دیتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ہفتہ آپ عروج پر پہنچے ہوں، جبکہ اگلے ہفتے آپ کا ٹیم میں رتبہ کم ہو جائے یا آپ کو ٹیم سے نکال دیا جائے۔ چنانچہ لازم ہے کہ آپ ذہنی طور پر ٹھوس رہیں۔ اِس سلسلے میں میرا ایمان یقیناً میری مدد کرتا ہے۔ میری قدر و قیمت خدا ہی پر منحصر ہوتی ہے، لٰہذا پہلے مَیں مسیحی ہوں اور اِس کے بعد ہی فٹ بالر۔

گیون کا فٹ بال کیریئر 1994ء میں عروج تک پہنچا جب ایف۔ اے۔ کپ فائنل کھیلنا تھا۔ یہ ایک زبردست تجربہ تھا، ساری زندگی کے خواب کی تکمیل۔ سکور صفر صفر تھا، ایسے میں گیون کی لگائی گئی کک گول بار سے ٹکرا گئی۔ اگر گیند گول میں چلی جاتی تو کتنا اچھا ہوتا۔ لیکن آج گیون اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر میری قدر و قیمت اس کھیل پر منحصر ہوتی تو مَیں ضرور مایوسی کا شکار ہوتا۔ ہر کامیابی محض وقتی ہوتی ہے، لہٰذا اس پر اپنی اہمیت اور خوشی مبنی کرنا فضول ہے۔

کھیل کی زندگی کے نشیب و فراز کے دوران لازم ہے کہ ہم اپنا اعتقاد کسی ایسی ہستی پر رکھیں جو نہ صرف اُس وقت ہم سے محبت کرے جب ہم اچھا کھیلیں۔ صرف مسیح ہی ایسی ہستی ہے۔

> یسوع مسیح کل، آج بلکہ ابد تک یکساں ہے۔ (عبرانیوں 13:8)

اگر آپ کی اہمیت کی بنیاد یسوع مسیح کے ساتھ ابدی تعلق پر ہو تو آپ اپنا کھیل پوری قوت اور بہترین صلاحیت کے ساتھ کھیل سکتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ آپ کی حتمی اہمیت صرف کھیل ہی پر مبنی نہیں ہوتی۔

اس خیال کی تائید کرتے ہوئے برن ہارڈ لینگر کہتے ہیں،

> جب میری عمر تقریباً 28 سال تھی اور مَیں وہ سب کچھ حاصل کر چکا تھا جو مَیں چاہتا تھا تو مَیں نے محسوس کیا کہ مادی اشیا خوشی نہیں دیتیں۔ زندگی کا مقصد نہ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ مَیں مزید روپیہ پیسہ، گاڑیاں اور کوٹھیاں حاصل کروں۔ مادی اشیا کی خواہشات تو بڑھتی جاتی ہیں، لیکن انسان کبھی بھی مطمئن نہیں ہوتا۔ امریکہ کے دورے پر بائبل سٹڈی کے دوران مَیں نے یسوع کو بطور اپنا شخصی نجات دہندہ جانا۔ تب ہی میری زندگی یکسر تبدیل ہو گئی۔

پیٹر پولاک اور بھی زیادہ صاف گو ہیں: ’’جس کی خوشی کامیابی پر منحصر ہو وہ مایوسی کے یک طرفہ راستے میں پھنس گیا ہے۔‘‘

اس بات کو یاد رکھنا ہمیشہ ہی ضروری ہے کہ ہماری پہچان اس حقیقت پر مبنی ہے کہ خدا نے ہمیں اپنی شبیہ پر بنا کر یسوع مسیح کے وسیلے سے ہمیں نجات دی ہے۔ پیدائش 2:25 میں لکھا ہے کہ آدم اور حوا دونوں ننگے تھے اور شرم نہیں محسوس کر رہے تھے۔ جب اُنہوں نے گناہ کیا تو اُنہوں نے محسوس کیا کہ ہم ننگے ہیں۔ تب اُنہوں نے پتے سی کر اپنے آپ کو ڈھانپا۔ یعنی وہ اپنی حالت کو دیکھ کر شرمندہ ہوئے۔ ہماری گناہ میں گری ہوئی دنیا اور ہمارے اردگرد کے لوگ اکثر کسی کام، کارنامے یا کھیل میں اپنی پہچان تلاش کرتے ہیں۔ یوں وہ اپنے آپ کو ڈھانپ کر اپنی شرم دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آگے ہم دیکھیں گے کہ یہ اصول کس طرح کھیل کے میدان میں اپنائے جا سکتے ہیں۔

خلاصہ

بائبل کی روشنی میں کھیل کیا ہے؟

- خدا کی طرف سے ایک نعمت۔
- خدا کی کائنات کا حصہ۔
- پرستش و عبادت کا موقع۔
- اپنے پڑوسی سے محبت کرنے کا موقع۔
- ایک امتحان گاہ۔
- گواہی دینے کا موقع۔
- اہم لیکن سب سے اہم نہیں۔
- ہماری اہمیت ہمارے کارناموں پر مبنی نہیں ہوتی۔

3
وقت کو غنیمت جانو

ماضی میں مسیحی کلیسیا کا کھیلوں کی طرف دوہرا رویہ تھا۔ پچھلی صدی میں یہ نظریہ زور پکڑ گیا کہ جسمانی مشق اور کھیل انسان کی اخلاقی خوبیوں کو فروغ دیتے ہیں۔ لوگ سمجھتے تھے کہ کھیل کے میدان میں جو اخلاقی تربیت ملتی ہے اُس کا پورے معاشرے پر مثبت اثر پڑے گا۔ وہاں انسان بے غرضی، انصاف اور صحت سیکھ لیتا ہے، وہ چیزیں جو مسیحی معاشرے میں بھی اچھی خوبیاں سمجھی جاتی تھی۔

اِس نظریے کے تحت سکول کھیلوں پر زور دینے لگے، اور نچلے طبقوں کی حوصلہ افزائی کی گئی کہ وہ فٹ بال کھیلیں۔ آج کے کئی پیشہ ور فٹ بال کلب اسی نظریے کے تحت کلیسیاؤں سے قائم کیے گئے۔

بعد میں بہت مسیحی کھیلوں کو شک کی نظر سے دیکھنے لگے۔ یہ منفی سوچ غالباً اِس پر مبنی تھی کہ بہت دفعہ کھیلوں میں شراب نوشی اور جوا بازی شامل ہوا کرتا ہے۔ علاوہ ازایں زیادہ تر کھیل اتوار کے دن ہی کھیلے جاتے ہیں۔ لگتا تھا کہ کھیل انتہائی تعصبیت کی طرف لے کر کھیلنے والے کو غیر ضروری طور پر زخمی ہونے دیتے ہیں۔ لوگ کہتے تھے، کیا یہ مسیحی کو اُس کے حقیقی فرائض سے دُور نہیں لے جاتے؟

آج کل مسیحی کلیسیا میں کھیل کے متعلق اِس قدر منفی سوچ پائی نہیں جاتی۔ سوال زیادہ یہ ہے کہ کیا کھیل سے ہمارا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے؟ اِفسیوں 5: 16 میں فرمایا گیا ہے کہ ''وقت کو غنیمت جانو۔'' جب ہم کھیل کے میدان میں گیند کے پیچھے بھاگتے ہیں تو کیا یہ مفید ہے؟ یا کیا ہم یوں کرنے سے اپنا وقت ضائع کرتے ہیں؟

کھیل ایک ایسا شعبہ ہے جس کے بارے میں لوگوں کی رائے بہت مختلف ہو سکتی ہے۔ جو لوگ کھیلوں میں دل چسپی نہیں لیتے وہ کسی کھیل کے نتیجے کی اہمیت نہیں سمجھ سکتے اور نہ ہی وہ اِس سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں کہ کوئی ٹیم جیت گئی۔ اِس کے مقابلے میں جو کھیلوں میں انتہائی دل چسپی رکھتے ہیں ان کے لئے کھیل مذہبی رنگ اپنا سکتا ہے۔

کئی لوگوں نے نوٹ کیا ہے کہ کھیل بہت دفعہ مذہب سے مطابقت رکھتا ہے۔ دونوں میں یہ خوبی ہے کہ لوگوں کو ابھار کر تعصب کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ دونوں کو اتوار یا ہفتے کو منعقد کئے جاتے ہیں۔ دونوں کی مخصوص جگہیں ہوتی ہیں۔ عبادت میں شریک ہونے والوں کی طرح کھلاڑی بھی خاص لباس پہنتے ہیں۔

جب 1989ء میں ایف۔ اے- کپ کے سیمی فائنل میچ میں زبردست ہنگامہ ہوا اور لیور پول کے 95 شائقین مارے گئے تو اس حادثے کے بعد لیور پول کا یہ سٹیڈیم ایک ایسی درگاہ کی صورت اختیار کر گیا جس میں شائقین اپنے بچھڑ جانے والے عزیزوں سے اپنی محبت اور عقیدت کے اظہار میں آتے اور سٹیڈیم میں نذرانہ، عقیدت کے طور پر پھول چھوڑ جاتے تھے۔

یہ کہا گیا ہے کہ کھیل امریکہ کا نیا مذہب ہے۔ کروڑوں روپے پیسے اِس میں لگائے جاتے ہیں، اور ٹی وی اور اشتہار بازی اپنی پوری توجہ اس پر دیتی ہے۔ سب کچھ امریکی معاشرے میں کھیلوں کی مرکزی اہمیت ظاہر کرتا ہے۔

جیمز بیکر نے 1970ء کے وسط میں امریکی فٹ بال کو امریکہ کا نیا دیسی مذہب قرار دیا۔ اس میں وہ کچھ نظر آتا ہے جو دھرم پرستی کے لئے ضروری ہوتا ہے— رنگ بہ رنگے جھنڈے، بینر، اچھے اور بُرے لوگوں کے گروہ، جنونی تماشائی، جوش اور ہنگامے سے بھرپور ماحول۔ بعض اوقات تو میچوں کے دوران تماشائی کچھ روایتی قسم کے گانے بھی گاتے ہیں۔ کھیلوں کے لئے پیسے بھی دئے جاتے ہیں، اور کچھ لوگوں کے لئے زندگی کا پورا مقصد کھیل ہی ہوتے ہیں۔ مذہب کی طرح کھیل بھی لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ اپنی کوششیں کبھی ترک نہ کریں، خواہ وہ ہار بھی گئے ہوں۔

کچھ لوگوں کے نزدیک کھیل کھیلنا ایک قسم کا مذہب ہی ہے۔ ایک آدمی کا کا ذکر ہے جس کے لئے دوڑنا ایک قسم کا مذہب بن گیا۔ اُس نے فرمایا، ”اب میَں اُن مسیحیوں کو سمجھتا ہوں جو مجھے مسیحی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ اب میَں بھی اُن ہی کی طرح اپنے ان دوستوں کو دوڑنے پر اُبھارنے کی کوشش کرتا ہوں جو نہیں دوڑتے۔“

ایسے آدمی کے نزدیک دوڑنا زندگی کا اہم ترین حصہ ہے۔ ویک اینڈ پر وہ دوڑنے پر اُتنا ہی زور دیتا ہے جتنا کوئی مسیحی خاندان عبادت پر زور دیتا ہے۔ بعض دوڑنے والے کہتے ہیں کہ دوڑتے وقت ہم خدا کی قربت محسوس کرتے ہیں۔

بے شک کھیلوں کے سلسلے میں بہت دفعہ مبالغہ آرائی سے کام لیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک اہم میچ کے بارے میں تبصرہ کرنے والا کہتا ہے، ”آج کا میچ موجود سیزن کا اہم ترین میچ ہے۔ جس میں شکست تباہی اور بربادی ہو گی ...“

ٹرپل جمپ کے عالمی چیمپئن ایڈورڈز اِس کے بارے میں صحت مند سوچ رکھتے ہیں،

> میرے خیال میں انسان کھیل کے بارے میں خطرناک حد تک جذباتی ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ سوچا جائے کہ آپ صرف ایک پلاسٹک کی ایسی چیز کو جس میں ہوا بھری ہے کک لگا رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ اسے دو پولوں کے اندر ڈالیں تو آپ کی جذباتی کیفیت کم ہو جائے گی۔ گولف کے کھیل میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ ایتھلیٹکس میں آپ ریت کے گڑھے میں تین مرتبہ جمپ لگاتے ہیں اور پھر فاصلہ ناپنے کے بعد آپ اچانک شہرت کی بلندیوں کو چھونے لگتے ہیں۔ کھیل انسان کو ضرور خوشی فراہم کرتے ہیں، اور یہ زندگی کا اہم حصہ بھی ہیں۔ لیکن بعض اوقات یہ ضرورت سے زیادہ توجہ کھینچ لیتے ہیں۔ کھیل کی نسبت زندگی کے کئی ایک امور کہیں زیادہ اہم اور توجہ طلب ہوتے ہیں۔

جو بھی کسی کھیل کو سنجیدگی سے کھیلتا ہے اسے اس کھیل کے تقاضوں کو پورا کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر ہفتے میں ایک یا دو مرتبہ ٹریننگ اور پھر ہفتے کے اختتام پر میچ۔ جب ٹریننگ کا کسی چرچ کی سرگرمی سے تصادم ہوتا ہے اور اتوار کے دن صبح کے وقت چرچ جانے کے ساتھ میچ کا تصادم ہوتا ہے تو اکثر اوقات کلیسیا کا کوئی راہنماہ کھلاڑی کو ایک طرف لے جا کر اسے سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ اس طرح کے تصادم کی صورت میں آپ کو چاہئے کہ چرچ جانے کو کھیل پر فوقیت دیں۔ تب مسیحی کھلاڑی پریشان ہو کر تذبذب اور احساسِ جرم کا شکار ہوتا ہے۔

ہم اتوار کے دن کھیل کا مضمون چھٹے باب میں چھیڑیں گے۔ یہ بات سچ ہے کہ بہت سے کھیل اتوار کے دن ہی منعقد ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو مسیحی راہنما کھیل میں وقت لگانے کی تنقید کرتے ہیں وہ ادب، فنون یا موسیقی کے بارے میں ایسا کیوں نہیں سوچتے؟ اور شاید وہ خود اتنا ہی وقت ٹی وی دیکھنے میں لگاتے ہیں۔

کیا مسیحیوں کو جرم یا کھیل کے میدان میں صَرف کئے گئے وقت کے متعلق احساسِ جرم کا شکار ہونا چاہیئے؟ کیا یہ روحانیت ناپنے کا کوئی معیار ہے کہ آپ ہفتے میں کتنی دفعہ چرچ جاتے ہیں؟ رِک وارن لکھتے ہیں، ''اگر ان لوگوں سے جو کبھی چرچ نہیں جاتے ان کے مسیحی پڑوسیوں کے طرزِ زندگی کے متعلق پوچھیں تو ان کا جواب یہ ہو گا کہ وہ بہت سی میٹنگوں پر جاتے ہیں۔''

کھیلوں میں شرکت کے بہت سے فوائد ہوتے ہیں۔ اِس سے ہماری جسمانی صحت بڑھ جاتی ہے، ہمارے بچوں کی تربیت ہوتی ہے، ہمیں مختلف اچھے تجربات حاصل ہوتے ہیں اور ہم دوسرے لوگوں سے رفاقت رکھتے ہے۔ اگر ہم یہ مانیں تو کھیلوں میں وقت صَرف کرنا قابلِ تعریف ہے۔

ہم ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہیں جہاں بیشتر لوگوں کا مسئلہ کام کی زیادتی ہے۔ ان حالات کے پیشِ نظر کلیسیائی فرائض ایمان داروں کے لئے بہت بڑا بوجھ بن سکتے ہیں۔ ایسے زمانے میں سیر و تفریح کے لئے وقت مخصوص کرنا ایک بہت ہی اچھی بات ہے۔

کھیل خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے جو کہ خالق کی پرستش کا موقع فراہم کرتی ہے اور مسیحی کو اپنی گواہی دوسروں کے سامنے پیش کرنے کا نادر موقع عطا کرتی ہے۔ مسیحی نقطۂ نظر سے یہ ایک بالکل مناسب سرگرمی ہے۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ مسیحیوں کے لئے کھیل کے میدان میں شامل ہونے کا راستہ ہمیشہ آسان ہے۔

4

کیا مسیحی کو کھلاڑی بننے کی اجازت ہے؟

کیا کھیل مسیحی ایمان کے خلاف ہے؟

گراہم ڈینیئلز اس وقت ایمان لائے جب وہ کیمبرج یونائیٹڈ کی طرف سے پیشہ ورانہ فٹ بال کھیل رہے تھے۔ ایک اتوار کو ایک بالغ مسیحی اُن سے بات کرنے لگا۔ گراہم فرماتے ہیں،

> مجھے مسیحی ہوئے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ مَیں اس کے گھر گیا۔ کھانے کے بعد وہ مجھے ایک طرف لے گیا اور کہنے لگا، 'مسیحی ایمان تو ایک زبردست چیز ہے، نا؟' مَیں نے خوش ہو کر اس کی بات سے اتفاق کیا۔ تب اس نے کہا، 'اب تم ضرور خداوند کی خدمت پر توجہ دینے کے لئے اپنا کام چھوڑنے کے متعلق سوچ رہے ہو گے۔'
>
> اُس لمحے تو میری دنیا ہی ختم ہو گئی۔ میری عمر صرف 21 سال تھی، اور بچپن ہی سے مَیں صرف اور صرف فٹ بال ہی کھیلنا چاہتا تھا۔ اب مَیں پیشہ ور کھلاڑی بھی بن گیا تھا۔ ہاں، مَیں نمبر وَن ٹیم کا کھلاڑی بن گیا تھا۔ میری

> زندگی ایک زبردست موڑ پر پہنچ گئی تھی۔ لیکن اب مجھے یہ بتایا جا رہا تھا کہ مَیں سب کچھ چھوڑ دوں، کہ یہ سب کچھ روحانی نہیں ہے۔

یہ خیال کہ کھیل ایمان سے مطابقت نہیں رکھتا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ 1927ء میں سالویشن آرمی کے قواعد و ضوابط میں درجِ ذیل جملے شامل تھے،

> سالویشن آرمی کا بندہ تفریح کی کسی ایسی سرگرمی میں شریک نہیں ہو گا جس میں غیر نجات یافتہ یا دنیاوی لوگ شریک ہوں گے۔ نہ اُس کے پاس ایسی سرگرمیوں کے لئے درکار وقت ہو گا، نہ شوق۔ وہ یہ محسوس کرے گا کہ ایسا کرنے سے اس کی گواہی میں رکاوٹ آئے گی بلکہ یہ برگشتگی کی طرف پہلا قدم ہو گا۔

شکر کی بات ہے کہ سالویشن آرمی نے اپنی رائے بدل دی ہے۔ اب وہ کھیل کے بڑے بڑے مقابلوں میں بھرپور حصہ لیتی ہے۔

اس کتاب کے دیگر ابواب اِس پر روشنی ڈالتے ہیں کہ کھیل میں شریک ہونا کیوں مناسب نہیں سمجھا جاتا۔ ایک وجہ یہ ہے کہ بہت دفعہ کھیل اتوار کے دن کھیلے جاتے ہیں۔ اِس سے کھیل چرچ کی سرگرمیوں کی راہ میں حائل ہوتا ہے (باب 6)۔ ایک اور وجہ یہ ہے کہ کھیل میں بہت وقت صَرف ہوتا ہے، ایسا وقت جو کسی اَور مفید سرگرمی میں لگایا جا سکتا ہے (باب 3)۔ سب سے بنیادی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ کھیل ایک غیر روحانی سرگرمی ہے۔ اس لئے روحانی سرکرمیوں کے مقابلے میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں (باب 2)۔

اس باب میں ہم اس حقیقت پر غور کریں گے کہ مقابلہ بازی سے لوگوں کی بدترین خامیاں نکل ظاہر ہو جاتی ہیں۔ بہت دفعہ لوگ ہر قیمت پر جیتنا چاہتے ہیں، اور نتیجے میں وہ نہایت سخت رویہ اختیار کر جاتے ہیں۔ کھیلوں میں گالیاں بھی سرِ عام ہوتی ہیں۔ یہ کچھ دیکھ کر لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کھیل ایک نہایت بُری اور خراب

چیز ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کھیل خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے جو کہ خالق کی باقی ماندہ کائنات کی طرح گناہ گاروں کے ہاتھوں غلط استعمال کی جاتی ہے۔

انیسویں صدی میں بِلی سنڈے نے کُل وقتی مسیحی خدمت کی خاطر پیشہ ور بیس بال کو ترک کر دیا۔ وہ یہ وجہ پیش کرتے ہیں: ''بیس بال میں کامیابی کے حصول کے لئے اخلاق کی ضرورت نہیں۔ آپ مجرم کی حیثیت سے بھی نہایت اچھے کھلاڑی ہو سکتے ہیں۔'' ایسی سوچ کے تحت کوئی بھی بیک وقت پیشہ ور کھلاڑی اور مسیحی نہیں ہو سکتا۔

اگر آپ نے ہمارے دلائل کا بغور جائزہ لیا ہے تو پھر امید ہے کہ آپ اس بات سے قائل ہو گئے ہوں گے کہ کوئی ایسی ٹھوس وجہ نہیں ہوتی جس کے باعث کوئی مسیحی پورے طور پر کسی کھیل میں شریک نہ ہو سکے۔ لازم نہیں کہ کھیل میں شریک ہونے سے مسیحی کا ایمان متاثر ہو جائے۔

ہاں، اِس میں کوئی شک نہیں کہ کھیل کے شعبے میں کئی دفعہ ایسے معاملے ہوتے ہیں جو مسیحی کے لئے خطرے کا باعث بن سکتے ہیں، خاص طور پر اُس مسیحی کے لئے جو پیشہ ور کھلاڑی ہے۔ اس سلسلے میں سینڈی میئر جو کہ 1980ء کی دہائی کے شروع میں دنیا کی ٹاپ ٹینس کھلاڑیوں میں سے ایک تھیں کہتی ہیں،

> دس سال پہلے مَیں سمجھتی تھی کہ پیشہ ور ٹینس مسیحی ایمان کی نشو و نما کے لئے نقصان دہ ہے۔ لیکن اب مَیں کہہ سکتی ہوں کہ پچھلے دو سالوں سے ٹینس کے کورٹ میں روشنی آ گئی ہے۔ اب مسیحی پیشہ ور ٹینس کو اپنے ایمان سے ہم آہنگ کر سکتا ہے۔

بے شک میئر یہ اِس لئے کہہ سکتی تھی کہ ٹینس میں مسیحی کھلاڑیوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ ساتھ ساتھ اُن پاسبانوں کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے جو پیشہ ور کھلاڑیوں کی خدمت کرتے ہیں۔

ایک مسئلہ ضرور یہ ہے کہ ہر پیشہ ور کھیل بنیادی طور پر خود غرض ہوتا ہے جبکہ مسیح نے فرمایا کہ ہم ایک دوسرے کی عزت کریں۔ اِس کے جواب میں کرِس اکابوسی کہتے ہیں،

> مسیحیت اور کھیل متضاد نظریات نہیں ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کھیل کی صلاحیت خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے جسے معاشرے کی بھلائی اور اِنجیل کے پھیلاؤ کے لئے استعمال کرنا ہے۔ کھیل میں لطف بھی اٹھائیں اور شخصی گواہی بھی دیں۔

کیا مسیحی کھلاڑی کام یاب ہو سکتا ہے؟

اگر کسی کوچ یا ٹیم مینجر کو یہ پتا چلے کہ اس کی ٹیم کا کوئی کھلاڑی مسیحی ہو گیا ہو تو اُس کا ردِعمل کیا ہوگا؟ اکثر اُسے یہ بات اچھا نہیں لگے گی۔ اسے فکر ہو گی کہ اب یہ کھلاڑی پہلے کی طرح سر توڑ کوشش نہیں کرے گا، کہ مذہب کی طرف اس کا رجحان اسے نرم رویہ اختیار کرنے پر مجبور کرے گا۔ ایسا نہ ہو کہ کھلاڑی ایڑی چوٹی کا وہ زور نہ لگائے جو اپنی ٹیم کو بلندیوں پر لینے کے لئے ضروری ہے۔ یہ درست ہے کہ مسیحی بننے کے بعد ہمارا دوسروں کے ساتھ سلوک بدل جاتا ہے۔ لیکن لازم نہیں کہ ہمارا معیار کم ہو جائے۔

اِس سلسلے میں گراہم ڈینیئلز لکھتے ہیں،

> جب مَیں نیا نیا ایمان لایا تھا تو مَیں پیشہ ور فٹ بالر تھا۔ ایک دن ہم ٹریننگ کے اختتام پر باری باری گول میں شاٹ لگا رہے تھے۔ ہر کھلاڑی دھکا دے دے کر قطار میں آگے آگے ہونے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ ایسا نہ کرنے کی وجہ سے مجھے شاٹ لگانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد کوچ میری طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ تم نے کافی دیر سے شاٹ نہیں

> لگائی۔ کیا بات ہے؟ مَیں نے جواب دیا، ''مَیں تو اپنی باری کا انتظار کر رہا ہوں۔'' میری بات سن کر اس نے طنزاً کہا، ''مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں!''

آج گراہم سمجھتے ہیں کہ مجھے اتنی نرمی نہیں دکھانی چاہئے تھی۔ اُنہیں دوسرے کھلاڑیوں کو اُنہیں پیچھے دھکیلنے سے روکنا چاہئے تھا۔ مسیحیوں کو حلیم تو ہونا ہے، لیکن یوں نہیں کہ دوسرے اُنہیں حقیر جانیں۔ اِس سلوک سے گراہم نے کوچ کی مسیحیوں کے بارے میں غلط سوچ کو تقویت دی تھی۔

کسی نے کہا ہے کہ 1970ء کی دہائی تک مسیحی، ہاکی میں مقبولِ عام نہیں تھے، کیونکہ کھلاڑی اور کوچ سمجھتے تھے کہ جو مسیح پر ایمان لائے وہ مقابلہ بازی میں صحیح معیار نہیں رکھ سکتا۔

زیادہ تر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ مسیحی بننے کے بعد آپ کھیل میں جیت کے جذبے سے دُور چلے جاتے ہیں۔ لیکن جو مسیحی خدا کے ساتھ اپنے رشتے کو سمجھتے ہیں اور اس بات کو بھی کہ وہ کھیل کیوں کھیلتے ہیں، وہ عام کھلاڑیوں سے زیادہ مقابلے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ کُلُسیّوں 3:23 میں لکھا ہے، ''جو بھی کرو جی سے کرو یہ جان کر کہ خداوند کے لئے کرتے ہو نہ کہ آدمیوں کے لئے۔'' اس آیت کی روشنی میں آپ کھیل کے میدان میں جیت کے لئے 100 فی صد کوشش کر سکتے ہیں۔ اس آیت کی روشنی میں کھیلنا ایک عبادتی عمل ہے۔ اِس میں سستی دکھانا قابلِ قبول نہیں ہے۔ مسیحیوں کو ہمیشہ 100 فی صد جذبے کے ساتھ کھیلنا چاہئے۔ لازم نہیں کہ حلیم کھیل کے میدان میں شکست کو گلے لگائیں۔

کرِس اکابوسی کہتے ہیں،

> جہاں تک مقابلہ بازی کا سوال ہے مَیں مسیحی ہونے سے پہلے اس جذبے سے سرشار تھا، جبکہ اب یہ جذبہ مزید بڑھ گیا ہے۔ مَیں نے پہچان لیا کہ میری یہ صلاحیت خدا کی طرف سے مجھے ملی ہے۔ بائبلِ مقدّس فرماتی ہے

> کہ ہمیں اپنے توڑے زمین میں نہیں دبانے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ خدا نے مجھے یہ صلاحیت دی ہے تاکہ مَیں اس کے جلال کو ظاہر کر سکوں اور اس لئے بھی کہ مَیں دوسرے لوگوں کی زندگیوں کو چھو سکوں۔ اب بھی مَیں جیتنا چاہتا ہوں، لیکن ہر قیمت پر نہیں۔ اب جب مَیں دوسرے، تیسرے یا اس سے بھی پیچھے رہ جاتا ہوں تو مجھے کسی سے ناراض ہونے یا ٹائمنگ مشین کو ٹھوکر مارنے کی ضرورت نہیں۔ یہ خدا نے میری زندگی میں پچھلے سالوں کے دوران کیا ہے۔

اوپر بیان کی گئی باتوں، دلائل اور مثالوں سے ایک بات سامنے آتی ہے: مسیحی بھی جیت کا جذبہ رکھ سکتا ہے۔ مسیحی ایمان اس جذبے کو کم نہیں کرتا بلکہ بڑھاتا ہے۔ البتہ مسیحی ایمان یہ بھی سکھاتا ہے کہ شکست کو بھی بغیر کسی غم و غصہ کے قبول کیا جائے تاکہ تمام قسم کے حالات میں ہم موثر گواہی دوسروں کو پیش کر سکیں۔

ٹریننگ یا گھر کی عبادت؟

کھلاڑی کیا کرے اگر اُسے گھر کی عبادت کروانے کو کہا جائے؟ فرض کریں کہ ہفتے میں دو بار ٹریننگ ہوتی ہے اور ویک اینڈ پر بھی کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ دیگر کھلاڑی آپ کی عزت کرتے ہیں۔ چند ایک نے آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا بھی ہے۔ اب ایک دن خادم الدین آپ کو ایک طرف لے جا کر کہتا ہے کہ بھائی جی، اگلے ماہ ہم منگل کے دن گھر کی نئی عبادت شروع کریں گے۔ کیا آپ اُس کی راہنمائی کر سکتے ہیں؟

فوراً آپ پریشان ہو جاتے ہیں۔ آپ گھر کی عبادتوں کا فائدہ جانتے تو ہیں اور ساتھ ساتھ خدا کی خدمت بھی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن منگل کو آپ کی ٹریننگ ہوتی ہے۔ جب آپ خادم الدین کو یہ بتاتے ہیں تو وہ مسکرا کر جواب دیتے ہیں کہ خود سوچیں کہ کیا کام زیادہ اہم ہے۔ اگلے ویک اینڈ تک مجھے بتا دیجئے کہ کیا کریں گے۔

سوچتے سوچتے آپ مزید اُلجھ جاتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کو گھر کی عبادت کی راہنمائی کرنے کی صلاحیت ہے۔ خادم الدین کا انکار کرکے آپ اپنے آپ کو قصوروار محسوس کرتے ہیں۔ آپ کے اندر ٹنشن بڑھ جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ چونکہ آپ کھیلوں میں اچھا کردار ادا کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ لوگوں سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں اِس لئے جماعت میں لوگ آپ سے توقع کرتے ہیں کہ آپ چرچ کی خدمت میں مزید حصہ لیں۔

اگلے سنڈے کو آپ صبح کے وقت عبادت میں حاضر نہیں ہیں، کیونکہ کھیل کا کوئی اہم فنکشن ہے۔ شام کو آپ خادم الدین کو بتاتے ہیں کہ آپ گھر کی عبادت میں اِس لئے حصہ نہیں لے سکتے کہ اُس وقت آپ کی ٹریننگ ہے۔

آپ خادم الدین کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ٹیم میں آپ واحد مسیحی ہیں اور کہ آپ دوسروں کے لئے بوجھ رکھتے ہیں۔ جھجک کر آپ کہتے ہیں کہ شاید آپ ہی وہ واحد شخص ہیں جو اُنہیں خوش خبری سنا سکتا ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ خادم الدین آپ کی بات سن کر مایوس ہو جاتا ہے، کہ اُسے آپ کی بات کی سمجھ نہیں آئی۔ آپ کو یقین ہے کہ جو فیصلہ کر لیا ہے وہ درست ہے، لیکن ساتھ ساتھ آپ اپنے آپ کو کچھ نہ کچھ قصوروار بھی محسوس کرتے ہیں۔

سب کلیسیائیں تو ایسی سوچ نہیں رکھتیں۔ کچھ اپنے کھیلنے والوں کی بہت حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ مَیں ایک جماعت کو جانتا ہوں جو اپنے کھلاڑی کو اپنا مشنری سمجھتی ہے۔

جوش سے کھیلو، لیکن قواعد کے تحت!

مسیحی کو پورے جوش سے کھیلنے کی اجازت ہے، لیکن وہ قواعد کے تحت کھیلے۔ برائین اروین پیشہ ور فٹ بالر ہیں۔ وہ فرماتے ہیں،

> کبھی کبھار مجھے بتایا جاتا ہے کہ مَیں گیم کے شروع میں کسی اچھے مدِ مقابل کو جسمانی نقصان پہنچاؤں تاکہ وہ آگے نہ کھیل سکے۔ مَیں تو سختی سے کام لینے کے لئے تیار ہوں، لیکن کسی کو جان بوجھ کر مارنا غلط ہے۔
>
> بے شک مقابلے ہوتے وقت غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ لازم ہے کہ کھلاڑی جلدی سے اچھا فیصلہ کرنا سیکھے، کیونکہ کئی دفعہ ایک لمحے میں فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ اور جب سب بڑے جذبے کے تحت کھیل رہے ہوتے ہیں تو اپنے آپ پر قابو رکھنا آسان کام نہیں۔ چنانچہ لازم ہے کہ کھلاڑی خدا پر بھروسا رکھ کر گیم سے پہلے ہی اُس کی ہدایت مانگے۔

غرض، مسیحی پورے جوش سے ضرور کھیلے، لیکن وہ ہمیشہ قواعد کے تحت رہے۔ جب دوسرے کھلاڑی اس سے ہٹ کر غلطیاں کر جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسیحی کو بھی اس کی اجازت ہے۔ ایمان دار کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا ہے کہ میرا مدِ مقابل میرا پڑوسی ہے جس سے مجھے محبت کرنا ہے۔

کھیل میں اختیار رکھنے والوں کے ساتھ مسیحی سلوک

کھیل میں اختیار رکھنے والوں کے ساتھ مسیحی کا کیا سلوک ہونا چاہئے؟ مسیح نے فرمایا، ”اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ۔“ اور رومیوں 13:1 میں لکھا ہے، ”ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کے تابع رہے کیونکہ ہر اختیار خدا کی طرف سے ہے۔“

مشہور ریفری بوب ہیمر کہتے ہیں، ”میری کوشش ہے کہ خدا کے احکام کو ایسی صورتِ حال پر لاگو کروں جہاں اکثر اُنہیں لاگو نہیں کیا جاتا۔“

رومیوں 12:18 میں لکھا ہے، ”جہاں تک ہو سکے تم اپنی طرف سے آدمیوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو۔“ کھیل کی سرپرستی کرنے والوں کے ساتھ میل ملاپ میں مخالفت بھی شامل ہو سکتی ہے۔ مسیح بھی ان لوگوں سے اختلاف کرتے تھے جن کے

ساتھ اِس کی ضرورت ہوتی تھی۔ وہ مذہبی راہنماؤں اور اپنے شاگردوں کی طرف بھی بوقتِ ضرورت سخت رویہ اختیار کرتے تھے۔ کھیلوں میں مقصد یہ ہے کہ ہم کھیل کے سر پرستوں اور مخالفوں سے محبت رکھیں اور ساتھ ساتھ مقابلہ بھی انصاف کے تحت جیتیں۔

لیکن اسے عمل میں کیسے لایا جائے؟ اس سلسلے میں گیون پیکاک کہتے ہیں،

> میرے خیال میں ریفری سے احتجاج کرنے میں کوئی ہرج نہیں بشرطیکہ اس کی بے عزت نہ کی جائے۔ پیشہ ورانہ فٹ بال ایک لحاظ سے ایک ذہنی جنگ ہے جس میں ریفری کو دوسری ٹیم کی غلطیوں سے آگاہ کرنا جنگ کا ایک حصہ ہے۔

کرکٹ کے کھیل میں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب کھلاڑی گیند کھیل کر وکٹ کیپر کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہو جاتا ہے تو وہ امپائر کے فیصلے کا انتظار کئے بغیر ہی وکٹ سے پویلین کی طرف چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا عمل گو قواعد کے خلاف ہے تاہم عام رواج بن گیا ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایک مسیحی کھلاڑی اپنی رائے یوں پیش کرتے ہیں،

> اہم بات یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی کریں، ثابت قدمی سے کریں۔ مَیں نے اپنے کرکٹ کیریئر کے شروع میں ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر مَیں گیند کھیل کر وکٹ کیپر کے ہاتھوں کیچ ہو جاؤں لیکن امپائر کو اس کا پتا نہ چلے تو مَیں وکٹ سے چلنا شروع کر دوں گا۔ مَیں نے اپنے اس فیصلے پر ساری زندگی عمل کیا اگرچہ کئی میچوں میں مجھے ٹیم کی طرف سے یہ کہا بھی جاتا تھا کہ جب تک امپائر آؤٹ نہ دے باہر نہ آنا۔ لیکن اگر آپ نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ آپ امپائر کے فیصلے کا انتظار کریں گے تو پھر اپنے فیصلے پر قائم رہیں اور اسی پر مسلسل عمل پیرا رہیں۔

مسیح کے حضور کھیلنا

کھیل زندگی کے ان شعبوں میں سے ایک ہیں جو دوسری سرگرمیوں سے کہیں بڑھ کر انسانی جذبات واحساسات اور صبر و برداشت کا امتحان لیتے ہیں۔ بہت دفعہ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا کسی کھلاڑی نے دھوکا دیا ہے یا اُس نے صرف قواعد کے مطابق کھیل کھیلا ہے؟ پولس رسول فرماتے ہیں،

> دنگل میں مقابلہ کرنے والا بھی اگر اس نے باقاعدہ مقابلہ نہ کیا ہو تو سہرا نہیں پاتا۔ (۲-تیمتھیُس 5:2)

ہمارا کھیل میں سلوک کس طرح ہونا چاہئے؟ لازم ہے کہ ہم مزا لے کر اور قواعد کے مطابق کھیلیں، ہاں شکست کی صورت میں بھی اچھے رویے کا اظہار کریں۔ ساتھ ساتھ ہم پورے زور سے جیتنے کی کوشش بھی کریں۔ لیکن اِس سے بڑھ کر ہمیں یوں کھیلنا چاہئے جس طرح مسیح کھیلتا۔

ہم کس زاوئے سے کھیل کو دیکھتے ہیں؟

جو مسیحی بین الاقوامی مقابلے میں شریک ہو وہ اپنے پیشے کو صحیح نقطۂ نظر سے کس طرح دیکھ سکتا ہیں؟ آپ مقابلے کو عالمی جنگ سمجھے بغیر کس طرح اپنا کردار بہترین طریقے سے ادا کر سکتے ہیں؟ کھیل کے میدان میں مسیحی کا مقصد مسیح کی حضوری کو ظاہر کرنا ہے۔

رگبی کے ایک مسیحی کھلاڑی فرماتے ہیں،

> کسی بڑے کھیل سے پہلے پہلے مَیں ہمیشہ اپنی کمزوریاں محسوس کرتا تھا۔ اپنے آپ پر بھروسا رکھنا فضول تھا، مَیں صرف خدا پر اعتبار کر سکتا تھا۔ مَیں کبھی

> نہیں یہ دعا کرتا تھا کہ خدا مجھے کامیابی عطا کرے بلکہ ہمیشہ یہ کہ جو بھی میرے ساتھ ہو جائے خدا مجھے سکون بخش دے۔

جنوبی افریقہ کے بین القوامی شہرت یافتہ کھلاڑی جونٹی روڈز اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ لوگ اکثر حیران ہوتے ہیں کہ وہ کھیل کے میدان میں کتنے پُر سکون اور مطمئن دکھائی دیتے ہیں۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ کرکٹ زندگی میں میرا اولین مقصد نہیں ہے۔ خدا نے میری زندگی اور میرے کھیل میں ایک خاص مقصد رکھا ہے۔

بعض کھیلوں کے خطرے

کچھ کھیل ایسے ہیں کہ مسیحیوں کی شرکت شاید مشکل ہی ہو۔ مارشل آرٹس ایک ایسا کھیل ہے۔ کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اِن کے پیچھے غیر مسیحی فلسفہ ہے جو کہ سیکھنے والے کو اپنانا پڑتا ہے۔ جواب میں ہم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ مارشل آرٹس کے مسیحی استاد بھی ہوتے ہیں۔ مالدووا کے ملک میں بہت سے لوگ تیک واندو بلیک بیلٹ کے دو استادوں کے وسیلے سے ایمان لائے ہیں۔ لگتا ہے کہ ایسے کھیل کا روحانی نقصان یا فائدہ استاد کی بنیادی سوچ پر منحصر ہوتا ہے۔

باکسنگ بھی ایک ایسا کھیل ہے جس کے بارے میں مسیحی حلقوں میں فکر کا اظہار کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کھیل کا مقصد ہی مدِ مقابل کو زخم کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بدن روح القدس کا مقدِس ہے، لٰہذا اُسے جان بوجھ کر نقصان پہنچانا غلط ہے۔

لیکن بہت سے لوگ اس کھیل سے منسلک ہونے کے باوجود اچھے مسیحی بھی ہیں۔ ان کے خیال میں باکسنگ ان کی مسیحی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ جارج فورمین اِس کی اہم مثال ہیں جنہوں نے 45 سال کی عمر میں عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن ہونے کا اعزاز دوبارہ حاصل کیا اور جو کہ ایک چرچ کے پادری بھی ہیں۔ ایوینڈر ہولی فیلڈ اور ٹریز جی ٹبز بھی مسیحی ہیں۔

5
کیا خدا کو اس کی پروا ہے کہ کون جیتے گا؟

جب خدا آپ کے ساتھ ہے

1994ء میں برازیل فٹ بال ورلڈ کپ میں فتح یاب ہوا۔ ٹیم کے پاسبان لکھتے ہیں،

> یہ بات بڑی واضح ہے کہ 1994ء کے ورلڈ کپ میں خدا کا ہاتھ تھا۔ اس ٹورنامنٹ کی ایک ایک چیز بالکل اسی کے کنٹرول میں تھی۔ خدا نے ہر ایک چیز پر اپنی مہر لگائی۔ اور چونکہ وہ اپنے جلال میں کسی دوسرے کو شامل نہیں کرتا اس لئے فتح کسی ایک کھلاڑی کے عمل پر منحصر نہیں تھی۔ خدا ہی نے 1994 کا ورلڈ کپ جیتا ہے۔

وہ آگے لکھتے ہیں کہ ٹیم کے اندر یہ قائلیت بڑھتی گئی کہ خدا کی مرضی ہے کہ ہم ورلڈ کپ جیتیں گے۔

امریکہ میں ان کی پہلی میٹنگ کے موقع پر کھلاڑیوں میں سے ایک نے کہا، ''میرے خیال میں خدا ہمیں یہاں لایا ہے تاکہ ہم چیمپئن شپ جیت سکیں۔'' ہاف ٹائم تک برازیل کی ٹیم ہار رہی تھی۔ تب ٹیم کے ایک مسیحی کھلاڑی نے کہا، ''سنو، ہم اس

صورتِ حال سے نکل سکتے ہیں۔ ہماری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ ہم نے اپنے مدِ مقابل کو اپنے سے کمتر جانا ہے۔ لیکن خدا کے نزدیک کچھ بھی ناممکن نہیں۔ اگر ہم اس پر بھروسا رکھیں تو وہ اس کھیل کا پانسہ پلٹ سکتا ہے۔

سب کھلاڑی بحث مباحثہ کرنے لگے کہ کیا ہم جیت کے لئے دعا کر سکتے ہیں کہ نہیں۔ آخر میں اُنہوں نے یہ دعا کی کہ اے خدا، وہی ملک اس ٹورنامنٹ میں کامیابی حاصل کرے جو سب سے زیادہ یسوع کے نام کو جلال دے کر اس کے نجات بخش پیغام کو زیادہ لوگوں تک پہنچائے گا۔

کھلاڑیوں نے اپنے کھیلوں کو بائبلِ مقدّس کی روشنی میں دیکھا۔ جب امریکہ کے خلاف میچ میں لیونارڈو کو میدان سے باہر بھیج دیا گیا تو برازیل کو دس کھلاڑیوں سے کھیلنا پڑا۔ اس صورتِ حال کو اُنہوں نے مدیانیوں پر جدعون کی فتح سے تعبیر کیا۔ کیونکہ اس نے صرف تین سو مردوں کے ساتھ 32 ہزار مدیانیوں کو زیر کیا تھا۔ خدا نے برازیل کو دس کھلاڑیوں سے فتح دلائی تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ فتح انسانی صلاحیت کے باعث حاصل ہوئی۔

لیکن کیا برازیل کی فٹ بال ٹیم کا خیال درست ہے کہ اُن کی فتح میں خدا ہی کا ہاتھ تھا؟ یا کیا یہ زیادہ درست ہے کہ روحانی اعتبار سے خدا اس کی پروا نہیں کرتا کہ مَیں ہاروں یا جیتوں بلکہ وہ اس بات کی فکر زیادہ کرتا ہے کہ کھیل کے میدان میں میرا کردار اچھا ہو؟

مقابلے کی ضرورت

سپورٹس مقابلہ بازی کے باعث ہی زندہ رہتی ہے۔ ہمارے معیار کا تعین صرف دوسروں کی کارکردگی کے ساتھ موازنہ کرنے سے کیا جا سکتا ہے۔ کھیل میں ایک بنیادی خیال یہ ہے کہ مَیں کسی دوسرے سے بہتر ہوں۔ ہمیں اپنی کارکردگی کو ناپنے کے لئے مقابلہ کی ضرورت ہے۔

اگر آپ کسی جزیرے پر واقع سپورٹس سنیٹر پر اکیلے ہوتے تو یہ بہت زیادہ الجھن اور پریشانی کا باعث ہوتا۔ ایسے ٹینس کورٹ، بال اور ریکٹ کا کیا فائدہ جہاں کوئی مدِ مقابل ہی نہ ہو؟ کھیل میں ہمیں مخالف کی ضرورت ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ مقابلے میں ہمیں ایسے مخالف کی ضرورت ہے جو ہمارے ہی معیار کے مطابق کھیل سکتا ہو۔ پیشہ ورانہ گولف حقیقی معنوں میں 1960ء میں پروان چڑھی جب پامر، پلییئر اور نکولس ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرنے لگے۔

خدا خالق ہے۔ اگر ہر ایک چیز خدا نے بنائی ہے تو مقابلہ بازی بھی اسی نے بنائی ہے۔ کھیل میں ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے تاکہ اپنی صلاحیت کو بڑھا سکیں ۔ اپنی نعمتوں اور خوبیوں کو بڑھانے کے لئے اور اپنی بہترین صلاحیت کے مطابق کارکردگی دکھانے کے لئے ہمیں مقابلے کی ضرورت ہے۔

مسیحی مقابلہ بازی کا مطلب یہ ہے کہ ہم کھیل کے قوانین کے اندر رہتے ہوئے اپنی بہترین کوشش اور جد و جہد کریں۔ مقابلہ بازی سے ہم خدا کی دی ہوئی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لئے جد و جہد کرتے ہیں۔ کیا وہ خدا جس نے ہمارے ساتھ زندگی بلکہ کثرت کی زندگی کا وعدہ کیا ہے (یوحنا 10:10) اس وقت شادمان نہ ہو گا جب ہم مقابلہ کرتے ہوئے اپنی بھرپور صلاحیت کا مظاہرہ کریں گے؟

کھلاڑی کے لئے مقابلے کی اہمیت کو مارگریٹ کورٹ کے درجِ ذیل اقت 4باس سے واضح کیا گیا ہے،

> 1970ء میں گرینڈ سلیم حاصل کرنے کے بعد مجھے اولاد کی برکت ملی۔ اُس کے بعد میرے سامنے یہ مقصد تھا کہ مَیں دوبارہ نمبر ون بنوں۔ یہ بننے کے بعد کھیلنے کا کوئی مقصد نہ رہا۔ مَیں پیسے کمانے کے لئے مزید کئی

> سال تک کھیل سکتی تھی، لیکن اب میرا دل نہیں کر رہا تھا۔ چنانچہ مَیں نے جان لیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ٹینس کورٹ کو خیر باد کہوں۔

اپنے مدِ مقابل سے محبت کرنا

ہم خدا کی شبیہ پر بنائے گئے ہیں۔ چنانچہ ہمیں اپنے ہر ایک کام میں خدا کی شبیہ اور حضوری کو ظاہر کرنا ہے۔ یسوع نے دو مرکزی حکم دیئے ہیں،

> خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ (متی 22:37-39)

بمقابلہ متی 7:12،

> پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو، کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے۔

ہمیں اپنے مدِ مقابل سے اسی طرح کا سلوک کرنا ہے جس طرح کہ ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کرے۔ اس سنہری اصول کو کھیل کے میدان میں بھی پیشِ نظر رکھیں۔ اگر ہم اپنے مدِ مقابل کو اپنا مخالف سمجھنے کے بجائے اپنا پڑوسی سمجھ کر اس سے محبت رکھیں تو اس کا اثر ضرور ہمارے رویے پر پڑے گا۔ ہمیں اپنے مدِ مقابل کی طرف عزت والا رویہ رکھنا ہے۔ ہم کھیل میں پورا جتن لگائیں لیکن کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔

کھیل کے میدان میں ہمارا مقصد خدا کے نام کو عزت اور جلال دینا ہے۔ لالچ، جارحیت، خود غرضی اور اس طرح کی دیگر چیزیں ہمیں کھیلنے کی تحریک نہیں دیں گی بلکہ خدا کو جلال دینے کی آرزو۔

کھیلنے کی پاک تحریک

ٹینس کی کھلاڑی نینسی رچی اپنے کیریئر کے اختتام پر مسیحی ہو گئیں۔ اُس وقت اسے یہ سیکھنا پڑا کہ اپنے مخالف سے نفرت کرنا غلط ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں، ''جوں ہی مَیں ٹینس کورٹ میں قدم رکھتی تو مجھے محسوس ہوتا تھا کہ میرا خداوند میرے ساتھ نہیں بلکہ کہیں باہر کھڑا ہے۔ مَیں جانتی تھی کہ اپنے مدِ مقابل سے نفرت کرنا مسیحی ایمان کے خلاف ہے۔''

یہ صرف نینسی رچی کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ بہت سے مسیحیوں کو جدوجہد کرنی پڑتی ہے تاکہ وہ مقابلے کے جوش و جذبے کے باعث نفرت کرنے نہ لگیں۔ اس کے مقابلے میں بہت سے کوچ مینجر اور مبصرین کو فکر ہے کہ جن کھلاڑیوں کا رجحان بہت زیادہ ایمان کی طرف ہو وہ اپنے اندر جیت کا جذبہ کھو بیٹھیں گے۔

برن ہارڈ لینگر جو کہ گولف کے ایک زبردست کھلاڑی ہیں فرماتے ہیں، ''میرا پختہ یقین ہے کہ مَیں اپنے مدِ مقابل کی طرف نفرت انگیز رویہ رکھے بغیر یا اس کے لئے منفی سوچ رکھے بغیر بھی ٹورنامنٹ جیت سکتا ہوں۔''

ساؤتھ افریقہ کے مشہور کھلاڑی جونٹی روڈز کہتے ہیں،

> مسیحی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ جد و جہد کے جذبے سے خالی ہوں۔ آپ کو اپنے مدِ مقابل کے سامنے ڈھیلے نہیں پڑنا ہے۔ خدا آپ کو دوسرے نمبر پر نہیں دیکھنا چاہتا۔ چنانچہ مَیں کھیل کے میدان میں ہمیشہ پُر عزم اور پُر جوش رہنا چاہتا ہوں۔

سکاٹ لینڈ کے انٹرنیشنل فٹ بالر برائین اروین یہ محسوس کرتے ہیں کہ کھیل کے میدان میں بھی آپ کا جوش و جذبہ اور تحریک ویسی ہی ہونی چاہئے جیسی کہ عام زندگی میں ہوتی ہے:

> مَیں سمجھتا ہوں کہ روز مرہ زندگی کا ہر ایک شعبہ میری مسیحی زندگی کا حصہ ہے۔ چنانچہ فٹ بال کا میدان میری زندگی سے باہر نہیں ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ خدا نے مجھے فٹ بال کے میدان میں اپنی خدمت کے لئے بلایا ہے۔ مَیں خدا کو اول درجہ دیتا ہوں۔ مَیں اسے عملی جامہ بھی پہناتا ہوں۔ باتیں کرنا آسان ہے لیکن اپنی زندگی سے اپنے ایمان کا اظہار کرنا سب سے ضروری ہے۔

یاد رہے کہ انسان کے کام اس کی باتوں سے بڑھ کر بولتے ہیں۔ ہمارا ایمان نہ صرف ڈریسنگ روم میں بلکہ کھیل کے میدان اور زندگی کے ہر ایک شعبے میں نظر آنا چاہئے۔ ہمیں ہر جگہ یسوع کے نام کی گواہی دینی ہے۔

مسیحی کو کبھی بھی اپنے اندر مدِ مقابل پر حملہ کرنے کا جذبہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اُسے مقابلہ کو ذاتی عناد نہیں سمجھنا چاہئے۔ مسیحی کو ہر کام میں خدا کو جلال دینا چاہئے۔ چنانچہ وہ ضرور جیتنے کا خواہش مند ہو، لیکن ساتھ ساتھ وہ اپنے مدِ مقابل کھلاڑی کو نقصان نہ پہنچائے۔

جیتنے کی خواہش

کھیل کے میدان میں محبت کے تحت زندگی بسر کرنا ہمارا پہلا مقصد ہے۔ زندگی کے دوسرے پہلوؤں کی طرح جیت اور ہار ثانوی درجہ رکھتے ہیں، پہلا نہیں۔ یہ بات نہیں کہ جیت یا ہار غیر ضروری ہے۔ ہم انگلش شاعر پوپ کی طرح نہ سوچیں جس نے فرمایا، ”مبارک ہے وہ آدمی جو کسی بات کی توقع نہیں کرتا، کیونکہ وہ کبھی مایوس نہ ہو گا۔“

انگلینڈ کے مسیحی کھلاڑی وائیگا کھیلتے وقت نہ صرف جیتنے کی پوری کوشش کرتے بلکہ اپنے کھیل کے لئے دعا بھی کرتے ہیں۔ اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں،

> ایک اہم میچ کے دوران میرے گھٹنے میں شدید درد شروع ہو گیا۔ ہم وہ میچ ہار رہے تھے، ہار ہمیں یقینی نظر آ رہی تھی۔ جب کبھی مجھے یہ درد ہوتا تھا تو مَیں حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ میرے لئے سیدھا ہونا بھی مشکل ہوتا تھا۔ میچ اہم تھا، اور میری حالت غیر۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مَیں نے دعا کرتے ہوئے اپنے خداوند سے کہا کہ اے خداوند، جس تکلیف سے مَیں دوچار ہوں اسے فوری طور پر صرف اور صرف تُو ہی ٹھیک کر سکتا ہے۔ میرا تجھ پر پختہ بھروسا ہے کہ مَیں کھڑا ہونے اور کھیلنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے ٹیم میں اپنی ضرورت کا احساس ہے۔ اس بھروسے کے ساتھ مَیں اُٹھا اور دوبارہ کھیل میں شریک ہو گیا۔ جب کھیل ختم ہوا تو مجھے اپنی تکلیف کا احساس بھی نہ تھا اور ہم میچ جیت چکے تھے۔ میرے منہ سے صرف یہ الفاظ نکلتے رہے، اے خداوند تیرا شکر ہو، تیرا شکر ہو۔

کیا حلیم کپ جیت سکتے ہیں؟

کھیل کس طرح مسیحی انداز سے کھیلے جائیں؟ لکھا ہے،

> مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں، کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔
>
> (متی 5:5)
>
> ... کمال فروتنی اور حلم کے ساتھ ... (افسیوں 2:4)
>
> تفرقے اور بیجا فخر کے باعث کچھ نہ کرو بلکہ فروتنی سے ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھو۔ ہر ایک اپنے ہی احوال پر نہیں بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے۔ (فلپّیوں 2:3-4)

حلیمی کو بیان کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ جو حلیم ہو وہ صبر کر کے تابع دار رہ سکتا ہے، وہ نرم مزاج اور فروتن بھی ہے۔ حلیم مسیحی مشکل حالات کو قبول کر سکتا ہے،

یہ جانتے ہوئے کہ میری زندگی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ڈانیئل جینکنز اس سلسلے میں کہتے ہیں،

> آج کل فروتنی اور حلیمی کو کمزور لوگوں کی صفت سمجھا جاتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ فروتن وہ ہیں جن کی نہ طاقت ہے، نہ ہی جرات، جنہیں آسانی سے پیچھے دھکیلا جا سکتا ہے۔ لیکن مسیحی حلیمی اور فروتنی کا اَور مطلب ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے تصور کریں کہ کوئی بڑا دیو ہیکل اور لمبا چوڑا جوان کسی چھوٹی بچی کی تائید و حمایت حاصل کرنے کے لئے بڑے محبت بھرے انداز سے اپنی آواز کو دھیما کرتا اور اپنی حرکات و سکنات کو بڑی احتیاط سے کنڑول کرتا ہے۔ شاید وہ گھٹنوں کے بل بھی ہو جاتا ہے تاکہ بچی کے خوف کو دُور کر کے اس کے ساتھ بات چیت کے لئے راہ ہموار کر سکے۔ گویا وہ اپنی قوت کو بڑی مہارت سے اپنے کنڑول میں رکھتا ہے تاکہ اس بچی کی مدد کر سکے اور اس کے ساتھ ہنسی خوشی رہ سکے۔ تب اس کی قوت اس ننھی بچی کے لئے خوف کا نہیں بلکہ تسلی کا باعث ہے۔ یہی کچھ فروتنی ہے۔

روح کے پھلوں میں سے ایک ''حلم'' بھی ہے (گلتیوں 5: 22-23)۔ اور کُرِنتھس کی کلیسیا میں ایک مسئلے سے نپٹتے ہوئے پولس رسول فرماتا ہے، ''[مَیں] مسیح کا حلم اور نرمی یاد دلا کر خود تم سے التماس کرتا ہوں'' (۲۔کُرِنتھیوں 1:10)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حلیمی، فروتنی اور نرمی مسیحی کردار کا اہم حصہ ہیں۔ لیکن مقابلہ بازی کے کھیل میں اس کا ہمارے رویے پر کیا اثر پڑتا ہے؟ مذکورہ آیات کے مطابق ہمیں کھیل کی گرما گرمی بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں فروتنی دکھانی ہے۔ مسیحیوں کو دوسروں کے ساتھ اپنے تعلقات میں حلیمی اور فروتنی اپنانی ہے۔ ہمیں فخر اور گھمنڈ سے بچنا ہے۔ دوسری طرف یسوع کس ناتے سے حلیم اور فروتن

تھا؟ فریسی اور صراف تو اسے ڈھیلا یا جرات کے بغیر نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے الفاظ سخت بھی ہو سکتے تھے۔

کیا جیتنا ضروری ہے؟

کھیل کا نتیجہ ہمارے کھیلنے کا معیار ظاہر کر سکتا ہے۔ لیکن صرف اور صرف ہار اور جیت ہی اپنے معیار کی کسوٹی بنانا مناسب نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ہم اچھا کھیلنے کے باوجود کسی بہتر مخالف ٹیم سے ہار جائیں۔ کیا اِس میں کوئی شرمندگی کی بات ہے؟ اس کے برعکس یہ بھی ممکن ہے کہ ہم کسی دن بہت بُرا کھیلیں، اس کے باوجود جیت جائیں کیونکہ ہماری مدِ مقابل ٹیم بہت کمزور ہو۔ کیا اس میں خوش ہونے کی کوئی بات ہے؟

کرِس اکابیوسی 1992ء کے اولمپک کے بارے میں کہتے ہیں،

> مجھے کافی اُمید تھی کہ مَیں فائنل میں جیتوں گا، لیکن اِس کے برعکس ہوا۔ اگرچہ مَیں نے دوڑتے وقت برٹش ریکارڈ دوبارہ توڑ دیا، لیکن کیون ینگ عالمی ریکارڈ توڑ کر جیت گیا۔ اب میں خوش ہوں کہ مَیں تیسری پوزیشن پر آیا۔
> اس دن یہ ثابت ہوا کہ مَیں پہلی پوزیشن حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن کیون ینگ اور مجھ میں اس دن ایک بات مشترک تھی، یہ کہ ہر ایک نے اپنی اپنی طاقت کے مطابق پورا زور لگایا تھا۔ اس نے پوری کوشش کر کے طلائی تمغہ حاصل کیا جبکہ مَیں نے سرتوڑ کوشش کر کے کانسی کا تمغہ حاصل کر لیا۔

کھیل میں کامیابی کیا ہے؟

لیونارڈ براؤن فرماتے ہیں،

> مسیحی کھلاڑی کے نزدیک کامیابی یہ ہے کہ وہ اپنی حقیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرے — میچ کا نتیجہ چاہے کچھ بھی ہو۔ اس بات کو ہم عام زندگی پر بھی لاگو کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ دریافت کرنے کی ضرورت ہے کہ ہماری اصل خوشی کس بات پر مبنی ہوتی ہے۔ گو کھیلنا اور جیتنا اچھا لگتا ہے، لیکن اچھا کھیلنا اور ہار جانا بھی اچھا ہو سکتا ہے۔ خدا کے نزدیک کامیابی یہ ہے کہ ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور کھیل سے لطف اندوز ہوں، چاہے نتیجہ جیت کی صورت میں نکلے یا ہار کی صورت میں۔

اگر ہارنے والا پیشہ ور کھلاڑی ہو تو پھر؟

سوال یہ اُٹھتا ہے کہ اگر کوئی پیشہ ور کھلاڑی ہو تو کیا وہ ہارتے وقت خوش رہ سکتا ہے؟ گیون پیکاک جواب میں کہتے ہیں،

> کیوں نہیں ؟ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ جیتنے کی پوری کوشش کریں۔ بے شک ہرتے وقت ہمیشہ کچھ مایوسی پھیل جاتی ہے۔ لیکن اگر آپ نے پورا زور لگا کر کھیلا تو آپ اپنی کارکردگی پر فخر کر سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ مجھے کھیل جیتنے کے لئے پیسے دیئے جاتے ہیں۔ اچھا کھیلنے کے باوجود ہارنے سے یہ مقصد پورا نہیں ہوتا۔

پیشہ ور کھلاڑی کے ذہن میں ہمیشہ یہ بات یاد رہتی ہے کہ وہ صرف اُس وقت تک ٹیم میں شامل ہو گا جب تک کوئی اَور نہ مل جائے جو اُس سے بہتر یا سستا ہو۔

جب شکست سے دو چار ہوں

تمام کھلاڑیوں کو تمام سطحوں پر جیت اور ہار دونوں کا تجربہ ہوتا ہے۔ ہمارا چیلنج یہ ہے کہ ہم اطمینان سے دونوں کا سامنا کریں۔

پیٹر پولاک لکھتے ہیں،

> ہار کے وقت فطری طور پر کچھ مایوسی ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ مایوسی طویل مدت تک جاری رہے تو یہ اتنا ہی خطرناک ہے جتنا کہ کینسر۔ جیتنے کا ارادہ رکھنا بائبل کے مطابق ٹھیک ہے، لیکن اسے اپنی سوچ کا مستقل حصہ بنا لینا خطرناک ہے۔

شکست کھیل کا ایک حصہ ہے۔ بے شک ہارنا مایوسی کا باعث بنتا ہے۔ لیکن اگر اُسے مثبت نظر سے دیکھا جائے تو یہ آگے بڑھنے اور ترقی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

کُلُسیّوں 3: 17 میں لکھا ہے،

> کام یا کلام جو بھی کرو خداوند یسوع مسیح کے نام سے کیا کرو اور اس کے ذریعے سے خدا باپ کا شکر کیا کرو۔

خدا کے فضل کے تحت ہم ہر صورتِ حال میں خدا کا شکر کر سکتے ہیں، شکست جیسی مایوسی کا بھی۔

خلاصہ

کوئی وجہ نہیں کہ مسیحی جیتنے کی پوری کوشش نہ کریں۔ لازم نہیں کہ کھیل کھیل کر جیتنا ایمان کے خلاف ہو، اگرچہ صحیح مسیحی روح میں کھیلنا آسان نہیں۔ بلکہ چونکہ ہم کھیل کے میدان میں خدا کے نام کو جلال دے سکتے ہیں اس لئے یہ کرنا بھی چاہئے۔ جس طرح پولس رسول لکھتے ہیں، "جو بھی کرو جی سے کرو یہ جان کر کہ خداوند کے لئے کرتے ہو نہ کہ آدمیوں کے لئے۔" (کُلسیوں 3: 23)۔ لگتا ہے کہ خدا اس بات کی بہت زیادہ فکر نہیں کرتا کہ کون جیتے بلکہ وہ کھیل کے دیگر پہلوؤں کی زیادہ فکر کرتا ہے۔

6

کیا اتوار کے دن کبھی نہیں کھیلنا؟

جین نے بڑے پُر جوش انداز سے کہا، ''ممی مجھے کاؤنٹی نیٹ بال ٹیم کے لئے منتخب کر لیا گیا ہے۔''

یہ سن کر جین کی ماں نے کہا، ''یہ تو بڑی خوشی کی خبر ہے، تمہارا پہلا میچ کس دن ہے؟''

''اگلے اتوار کی صبح ،'' جین نے کہا۔

جین کی بات سن کر ماں دم بخود رہ گئی۔ وہ سوچ میں پڑ گئی، کیونکہ پورا خاندان اتوار کی صبح چرچ میں گزارتا تھا۔

خاص کر نو عمر کھلاڑیوں کے لئے تو یہ بے حد تکلیف دہ بات ہے کہ وہ اتوار کے دن کھیل میں حصہ نہ لیں جبکہ اتوار کے دن ہی زیادہ تر کھیل منعقد ہوتے ہیں۔

اتوار کے دن کے بارے میں مختلف رائے

سب سے پہلے ہمیں مسئلے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بعض کے نزدیک اتوار کے دن کھیلنا منع ہے جبکہ بعض کے مطابق کھیلنا اُس وقت جائز نہیں جب وہ عبادت کے وقت کھیلا جاتا ہے۔ اس مسئلے سے نپٹنے کے لئے امریکہ کے کچھ چرچوں نے اتوار

کے علاوہ ہفتے کے شام کو بھی عبادت کا ٹائم رکھا ہے تاکہ ایسے لوگ اُس میں شامل ہو سکیں۔

اتوار کے دن کھیلوں کی تاریخ

ٹینس کے ٹورنامنٹ جن میں ومبلڈن بھی شامل ہیں زیادہ تر اتوار کے دن کھیلے جاتے ہیں۔اِسی طرح اگر کرکٹ کے پروفیشنل کھلاڑی اتوار کے دن دست یاب نہ ہوں تو ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کرے گا۔ کیونکہ کرکٹ کے بہت سے میچ اتوار کے دن منعقد ہوتے ہیں۔

جو مسیحی اتوار کے دن کھیلنے کی مخالفت کرتے ہیں وہ اکثر اُن نامور کھلاڑیوں کی مثالیں پیش کرتے ہیں جنہوں نے ماضی میں اتوار کو کھیلنے سے انکار کیا تھا۔

ڈیوڈ شیپرڈ 1960ء کی دہائی میں ٹیسٹ کرکٹر تھے۔ اپنی سوانح حیات میں وہ لکھتے ہیں،

> جب مسیح پر ایمان میرے لئے ایک ٹھوس حقیقت بنا تو مَیں نے اتوار کے دن کھیلنے پر فرق انداز سے سوچنا شروع کیا۔ اس سے پہلے مَیں اتوار کے دن اکثر کلب میچز اور دوسرے خیراتی میچ کھیلا کرتا تھا۔ لیکن اب مَیں اپنے مسیحی ایمان میں بڑھنا چاہتا تھا۔ مجھے خدا کی پرستش کرنے کا وقت درکار تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ غور و فکر کرنے، آرام کرنے اور دیگر ایمان داروں کے ساتھ گفت گو کرنے کی ضرورت تھی۔

نتیجے میں ڈیوڈ شیپرڈ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اتوار کے دن کھیلا نہیں کریں گے۔

وِک پولارڈ اور برائین یُوآئیل جو نیوزی لینڈ کی طرف سے 1970ء کی دہائی میں ٹیسٹ کرکٹ کھیلے وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اتوار کے دن نہ کھیلنے کا فیصلہ کیا۔ ایک بار پولارڈ نے کہا کہ مَیں ٹیم کی خاطر اتوار کے دن کھیلنے کے لئے

تیار ہوں، لیکن جہاں تک ممکن ہو میَں اتوار کو کھیلنا نہیں چاہتا۔ یاد رہے کہ اُس وقت آج کی نسبت بہت کم میچ اتوار کے دن ہوتے تھے۔

انگلینڈ کے عظیم ترین بیٹس مین سر جیک ہوبز نے اپنے کیریئر کے دوران جبکہ اُن کی ٹیم بھارت کے دورے پر تھی اتوار کے دن کھیلنے سے انکار کر دیا۔ یہ میچ تبدیل کر کے دوسرے دنوں میں کھیلا گیا۔

ایرک لڈل نے 1924ء کے اولمپکس میں فیصلہ کیا کہ وہ صرف 200 اور 400 میٹرز کی ریسز میں حصہ لے گا، کیونکہ 100 میٹرز کی ریس اتوار کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ 200 میٹرز میں اس نے کانسی کا اور 400 میٹرز کی دوڑ میں اس نے سونے کا تمغہ جیتا۔ ریس سے پہلے یہ آیت اس کے ہاتھ میں تھما دی گئی کہ ''جو میری عزت کرتے ہیں میَں ان کی عزت کروں گا'' (ا۔سموایل2: 30)۔ لڈل کی جرات دیکھ کر ہم حیران رہ جاتے ہیں۔ لیکن کیا ایسی سوچ آج بھی موزوں ہے؟ پہلے بہت کم کھیل اتوار کو کھیلے جاتے تھے اِس لئے اتوار کے دن کھیلنے سے انکار کرنا اتنا مشکل نہیں تھا۔ لیکن آج کل اکثر کھیل اتوار کو کھیلے جاتے ہیں۔

جدید پیشہ ور کھلاڑی کی الجھن

آج کے دور کے پیشہ ور کھلاڑی اتوار کے دن کھیل سے نہیں بچ سکتے۔ اگر آپ کو بلند ترین سطح پر کھیلنا ہے تو پھر اتوار کے دن کھیلنا ناگزیر ہے۔ آپ اس سے بچ نہیں سکتے۔ مسیحی کھلاڑی اس مشکل سے کس طرح نپٹتے ہیں؟

اس مسئلے کا جس پہلے پیشہ ور کھلاڑی کو سامنا کرنا پڑا وہ لوٹن ٹاؤن کلب کے کیپٹن ایلن ویسٹ تھے۔ وہ فٹ بال کے کھلاڑی تھے۔ اُنہیں ایک اہم میچ اتوار کے دن کھیلنا تھا۔ میڈیا نے اس بات کو بہت اچھالا کہ ایلن اگر یہ میچ کھیلیں تو اُنہیں اتوار کی عبادت چھوڑنا پڑے گی۔ بالآخر ایلن کو میچ کے لئے منتخب نہ کیا گیا۔ بعد میں ایلن کبھی کبھار اتوار کے دن کھیلا کرتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں،

> بہت سوچ بچار اور دعا کے بعد مَیں نے فیصلہ کیا کہ اتوار کے دن کھیلا کروں گا۔ کیونکہ یہ محض تفریح نہیں بلکہ میری نوکری تھی۔ مجھے معاہدے کی شرائط کے مطابق چلنا تھا۔ آخر کار اگر ڈاکٹر، نرس، پولیس اہلکار اور بس ڈرائیور کو اتوار کے دن اپنے اپنے کام کرنے کی اجازت ہے تو مَیں کیوں نہ کروں؟ جب چرچ کے لوگ سنڈے کی شفٹوں میں کام کرتے ہیں تو اُنہیں کیوں کچھ نہیں کہا جاتا؟ جب مَیں اتوار کے دن کھیلتا ہوں تو سب اعتراض کیوں کرنے لگتے ہیں؟

مارک فراسٹ ایک پیشہ ور کرکٹر تھے۔ وہ سری اور گلیمورگن کاؤنٹیوں کی طرف سے کھیلتے تھے۔ وہ بھی بوقتِ ضرورت اتوار کے دن اپنے میچ کھیلا کرتے تھے۔ مارک مسیحی ہیں جو کرکٹ کو اپنی زندگی میں خدا کے منصوبے کا حصہ سمجھتے ہیں۔ ان کے بقول، ”تجربے نے مجھے سکھایا ہے کہ ڈریسنگ روم میں ہوتے وقت گواہی دینے کے بہت موقعے ملتے ہیں۔“

مارک کے نزدیک کوئی ایسے پیشہ ور کھلاڑی نہیں جو اپنے کپتان سے کہیں کہ مَیں اتوار کے دن نہیں کھیل سکتا، کیونکہ مَیں نے چرچ جانا ہے۔ اگر وہ ایسا کہیں تو کپتان ان سے کہے گا کہ ٹھیک ہے آج کے بعد تم سارا سال B ٹیم کی طرف سے کھیلنا۔

مارک اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھے کُلسیّوں سے تسلی ملتی ہے، جہاں لکھا ہے، ”کوئی اس بات سے تمہاری آزمائش نہ کرے کہ تم کیا کھاتے یا کیا پیتے یا نئے چاند یا سبت کے بارے تمہارا کیا خیال ہے۔“ جو لوگ اعتراض کرتے ہیں اُن کے بارے میں پولس فرماتا ہے، ”کوئی تمہیں جھوٹی حلیمی دکھا دکھا کر...انعام سے محروم نہ رکھے“ (کُلسِیوں 2:16،18)۔

شروع میں ہاکی کی کھلاڑی وائیلٹ میک برج کو اتوار کے دن کھیلنا نہیں پڑتا تھا۔ لیکن جب 1988ء کے اولمپک مقابلوں کے لئے ٹیم کی سلیکشن ہو رہی تھی تو اس نے دیکھا کہ بہت سے ٹریننگ سیشن اتوار کے دن ہی تھے۔ وہ کہتی ہیں،

> میرے لئے یہ بڑا مسئلہ تھا کہ مَیں اتوار کے دن چرچ نہ جاؤں بلکہ میچ کھیلوں۔ مَیں نے اپنے آپ سے پوچھا کہ کیا یہ درست ہے؟ مَیں نے اس سلسلے میں دعا کی کہ کیا مجھے سلیکشن کے لئے سیشن میں جاتے رہنا چاہئے یا نہیں۔ اگلے چند ہفتوں میں مجھے اپنی ساتھی کھلاڑیوں سے خدا کے بارے میں پہلے سے زیادہ بات کرنے کا موقع ملا۔ تب مَیں نے محسوس کیا کہ خدا کی یہ مرضی تھی کہ مَیں ٹیم میں کھیلتی رہوں۔

اولمپک کے دوران بھی وائیلٹ کو لگاتار اس سلسلے میں حوصلہ افزائی ملتی رہی۔ اولمپک کے میچوں میں اسے بار بار اپنی گواہی دینے کے مواقع ملے۔ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہوا؟ اولمپک ٹیم میں کھیلنے کی وجہ سے۔ اگر وہ اتوار کے دن کھیلنے سے انکار کرتی تو اسے یہ مواقع نہ ملتے۔

اتوار کے دن کو خاص ماننا

امریکہ میں ایک ادارہ اتوار کے دن کے بارے میں لکھتا ہے،

> آرام کا دن تمام انسانوں کے لئے خدا کے منصوبے کا حصہ ہے۔ اتوار کو الگ رکھنے سے ہمیں ہفتے میں آرام کرنے کے لئے وقت ملتا ہے۔ جب ہر کوئی کام سے فارغ ہوتا ہے تو یہ خاندانی زندگی اور دیگر رفاقتوں کو بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے۔ لوگ اس دن آپس میں وقت گزار سکتے ہیں۔
>
> ضروری نہیں کہ اتوار کے دن کام کرنے کو گناہ سمجھا جائے۔ پولس ہمیں بتاتا ہے کہ چاہے ہم اتوار کے دن کو خاص سمجھیں یا نہ سمجھیں یہ کسی شخص

> کے ضمیر پر منحصر ہے۔ اتوار کے دن کام کرنا صرف اس وقت غلط ہے جب ہم یہ کرنے سے خدا اور اپنے پڑوسی سے محبت نہ کریں۔
> یسوع اور اس کے شاگرد ہفتے کے ایک دن کو آرام کرتے تھے، لیکن خدا کے لوگوں کو یہ کرنے کا حکم کہیں نہیں دیا گیا ہے۔

آج بہت سے مسیحی اتوار کے دن کھیلنے کے سخت مخالف ہیں۔ ایک مسیحی جریدے کے نام دو خطوط اِس کا اظہار کرتے ہیں،

> افسوس کہ آج کل بہت سے کھیل خداوند کے دن منعقد ہوتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ عام مسیحی ان کھیلوں کو دیکھنے کی آزمائش میں پڑ جائیں۔ بہت سال پہلے ایرک لڈل نے اولمپک مقابلوں میں اتوار کے دن نہ حصہ لینے کی مثال قائم کی، اور بہت سے اَور کھلاڑیوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اپنے سامنے ایسی مثالیں رکھتے ہوئے مسیحیوں کو ثابت قدم رہنے کی ضرورت ہے۔
> افسوس کہ ایسے مسیحی بہت کم سننے میں آتے ہیں جو اتوار کے دن کھیلنے سے انکار کرتے ہیں۔

نومبر 1997ء میں بشپ مائیکل نذیر علی اس بحث میں شریک ہو گئے۔ اُنہوں نے ڈایوسیس کے تمام ہیڈ ٹیچرز کو ایک کھلا خط بھیجا جس میں اُنہوں نے فکرمندی کا اظہار کیا کہ اتوار کے دن صبح کے وقت نوجوانوں کے کھیلوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ بشپ صاحب نے ٹیچرز سے درخواست کی کہ وہ کھیلوں کے منتظمین کو کہیں کہ وہ اپنے کلبوں کے کھیل ہفتے کے دن یا اتوار کی سہ پہر منعقد کریں تاکہ نوجوانوں کو چرچ میں آنے کا موقع مل سکے۔

بشپ نے یہ واضح طور پر کہا کہ اتوار کے دن کھیلنا اسی وقت مسئلہ ہے جب اس کا تصادم اتوار کی کلیسیائی عبادت سے ہوتا ہے۔ اُنہوں نے اتوار کے دن کھیلنے پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اُنہوں نے کلیسیاؤں کو بھی اُبھارا تاکہ

وہ اِس پر غور کریں کہ ہم نوجوانوں کو عبادت کے دیگر موقعے کس طرح فراہم کر سکتے ہیں؟

خلاصہ

اتوار کے دن کھیل کا معاملہ جدید دور کا مسئلہ ہے۔ آج کل اتوار کے دن کھیلنا سرِ عام ہو گیا ہے۔ اکثر مسیحی اتوار کے دن نہیں کھیلنا چاہتے، لیکن اگر کوئی خاص مقابلہ اتوار کے دن منعقد کیا جائے تو پھر یا تو وہ اس میں حصہ لیں یا اسے بالکل چھوڑیں۔

بعض مسیحی اتوار کے دن کسی مقابلے میں حصہ نہیں لیتے، کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ایسا کرنا غلط ہے۔ اِس کے مقابلے میں کچھ مسیحی کسی روحانی وجہ کی بنا پر نہیں کھیلتے۔ کچھ مسیحی صرف کہتے ہیں کہ اگر کھیل کا وقت اتوار کی عبادت سے متصادم نہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

اس مسئلہ کو کھلاڑیوں کے نقطۂ نظر سے بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جو لوگ کھیلوں میں دل چسپی نہیں لیتے وہ اکثر سوچتے ہیں کہ اتوار کے علاوہ چھ دن کھیلنے کے لئے باقی ہیں۔ وہ کہتے ہیں، چونکہ آپ چھ دن فٹ بال، ہاکی یا کوئی اور کھیل کھیل سکتے ہیں اِس لئے کیا ہرج ہے اگر آپ ایک دن نہ کھیلیں؟ لیکن ایسے لوگ بنیادی مسئلہ نہیں سمجھتے۔ اگر آپ کا کلب اپنے سارے کے سارے میچ اتوار کے دن کھیلے تو پھر یا تو آپ اتوار کے دن کھیلیں گے، یا آپ کو اِسے بالکل چھوڑنا پڑے گا۔

اتوار کے دن کھیل: بائبل کا نقطۂ نظر

اِس کا ذکر ہو چکا ہے کہ کھیل خدا کی تخلیق کا ایک حصہ ہے، لہٰذا اچھا ہے۔ ایرک لڈل کا یہ خیال کہ ”دوڑتے وقت مَیں خدا کی خوشی محسوس کرتا ہوں“، مکمل طور پر بائبل کے مطابق ہے۔ یہ پیشِ نظر رکھ کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چرچ جانا

فٹ بال کھیلنے سے بہتر ہے۔ البتہ رفاقت رکھنے، روحانی تعلیم پانے اور جماعت میں حصہ لینے کی اشد ضرورت ہے۔ ان باتوں پر ہم بعد میں غور کریں گے۔ اہم بات یہ ہے کہ اگر کھیل خدا کی تخلیق کا ایک حصہ ہے تو پھر خدا کی پرستش کھیل کے میدان میں بھی اتنی ہی ہو سکتی ہے جتنی کہ کسی بھی دوسری جگہ پر۔

ہم پیدائش 3:2 میں پڑھتے ہیں، ''خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اسے پاک ٹھہرایا۔'' اور خروج 8:20 میں لکھا ہے، ''سبت کا دن پاک ماننا۔'' کیا ان دونوں حوالوں کی بنا پر اتوار کے دن کھیلنا منع ہے؟ میرے خیال میں ہرگز نہیں۔ اگر کھیل خدا کی تخلیق کا حصہ ہے تو پھر وہ بنیادی طور پر ناپاک نہیں ہوتا۔ سوال یہ بھی ہے کہ سبت سے کیا مراد ہے؟

کسی نے خوب کہا ہے،

> مَیں جانتا ہوں کہ اتوار کو پاک ماننا بہت سے لوگوں کے لئے ٹھوس عقیدہ ہے۔ لیکن یہ تعلیم ہمیں پیدائش 2 باب میں نہ تو گناہ میں گرنے سے پہلے ملتی ہے اور نہ ہی مسیح کے جی اٹھنے کے بعد۔ کسی کو نیا عہد نامہ دے کر اس سے کہیں کہ وہ اس میں سبت کے بارے میں کوئی حکم ڈھونڈ نکالے۔ وہ ناکام رہے گا۔ اِس کے مقابلے میں مسیحی کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسیح کے حضور رہ کر ساتوں دن اس کی روحانی عبادت میں گزارے۔
> (رومیوں 1:12)

اکثر لوگ پیدائش 2 کو غلط سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ باب اُنہیں آرام کے دن کو ماننے کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پیدائش 2 میں یہ لکھا ہے کہ خدا نے آرام کیا، لیکن یہ نہیں لکھا کہ اس نے آدم اور حوا کو بھی آرام کرنے کو کہا۔

اپنی قوم کو مصریوں کی غلامی سے چھڑانے کے بعد موسیٰ نے اُنہیں تعلیم دی کہ وہ ساتویں دن کام نہ کریں (خروج 16)۔ خروج 20 میں اُنہیں کوہِ سینا پر حکم دیا جاتا ہے کہ سبت کا دن آرام کرنا ہے۔

احبار 25 میں فرمایا جاتا ہے کہ زمین کو بھی آرام کرنی ہے۔ استثنا 5 میں موسیٰ شریعت کو دہراتا ہے۔

نئے عہد نامے میں یسوع اپنے پیروکاروں سے کہتا ہے ''میرے پاس آؤ، مَیں تمہیں آرام دوں گا'' (متی 11: 28)۔ اور عبرانیوں 3:4 کے مطابق یسوع مسیح پر ایمان لانے سے ہم خدا کے سبت کے آرام میں داخل ہوتے ہیں۔ ہمیں صرف ایک دن کو پاک ماننے کے لئے نہیں بلایا گیا بلکہ ہمیں ساتوں دن خدا کی عبادت میں بسر کرنے ہیں (رومیوں 1:12)۔

مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ اتوار کا دن جمع ہو کر یسوع مسیح کے بارے میں سیکھنے کے لئے مفید ہے۔ بے شک اتوار کا دن اِس ناتے سے خاص ہے کہ یسوع اُس دن جی اٹھا، لیکن اتوار کے دن آرام کرنے کے بارے میں نئے عہد نامے میں کوئی تعلیم نہیں پائی جاتی (بمقابلہ رومیوں 5:14، کوئی تو ایک دن کو دوسرے سے افضل جانتا ہے اور کوئی سب دنوں کو برابر جانتا ہے۔ ہر ایک اپنے دل میں پورا اعتقاد رکھے)۔

اگر خدا نے ہر ایک چیز اچھی بنائی ہے تو پھر خدا کی عبادت یہ ہے کہ ہم زندگی کے ہر شعبے میں پورے دل و جان سے اس کی عبادت کریں۔ پھر مسیح کے نام میں کھیل کھیلنا دعا مانگنے کے برابر ہے۔

عبرانیوں 3:4 کے مطابق سبت سے مراد مسیح پر ایمان لا کر خدا کے آرام میں داخل ہونا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر دن آرام کا دن ہے۔ تب نہ صرف اتوار بلکہ ہر ایک دن کا ہر ایک لمحہ خدا کی عبادت کا وقت ہے۔

اتوار کے دن کھیل میں حصہ لینا اتنا ہی جائز اور مناسب ہے جتنی کہ دیگر انسانی سرگرمیاں۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کلام کی واضح تعلیم ہے کہ ہمیں باقاعدگی سے مسیحی رفاقت اور تعلیم کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا کرنا اتوار کے دن ممکن نہ ہو تو پھر اسے ہفتے کے کسی اور دن کرنے کی ضرورت ہے۔ لازم ہے کہ مسیحی نوجوان اور ان

کے والدین دھیان دیں کہ اتوار کے دن ان کا کھیلوں میں حصہ لینا ان کی مسیحی ترقی میں رکاوٹ کا باعث نہ بنے، کہ اس سے ان کی مسیحی زندگیاں متاثر نہ ہوں۔

دوسری طرف اگر نوجوان اتوار کے دن کھیل میں مصروف ہونے کے باعث چرچ کی سرگرمیوں میں شریک نہیں ہو سکتے تو چرچ کے راہنما اتوار کے بجائے ہفتے کے کسی اَور دن کو یوتھ کا پروگرام شروع کریں۔

اتوار کے دن کھیلوں کی وجہ

کیا وجہ ہے کہ نوجوانوں کے اتنے زیادہ کھیل اتوار کے دن منعقد کئے جاتے ہیں؟

- گراؤنڈوں کی دست یابی: کئی سالوں سے میرا واسطہ 7 سال سے 16 سال تک کی عمر کے لڑکوں کے فٹ بال کلب سے رہا ہے۔ اس عمر کے لڑکوں کو 9 مختلف گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اتنے سارے گروپوں کو ایک ہی دن دو گراؤنڈوں پر کھلانا ناممکن ہے۔ تاہم اگر آدھی ٹیمیں ہفتے کے دن اور آدھی اتوار کے دن کھیلیں تو پھر اس مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے۔
- گراؤنڈ ملنے کا مسئلہ: کئی دفعہ سکول کے کھیل ہفتے کے دن منعقد ہوتے ہیں۔ دیگر کئی وجوہات ہیں کہ کھلاڑیوں کو صرف اتوار کو کھیلنے کی جگہ ملتی ہے۔
- کوچ ملنے کا مسئلہ: بعض دفعہ صرف اتوار کو کوچ مل سکتا ہے، کیونکہ وہ دیگر دن مصروف ہوتا ہے۔
- تنظیموں کے قواعد: بہت دفعہ جو تنظیم کھیلوں کو چلاتی ہے وہ کھیل کے دن مقرر کرتی ہے۔

مسئلے کا حل

جو خاندان ایسے مسائل سے دوچار ہو وہ کس طرح اُن سے نپٹ سکتا ہے؟

- اپنے کلیسیائی راہنماؤں سے بات کریں اور اپنے فیصلوں میں اُنہیں بھی شامل کریں۔
- کوشش کریں کہ اتوار کی صبح کے علاوہ کسی اَور دن کھیلیں۔ ٹیم مینجر سے بات کریں کہ کیا کھیل کسی اَور دن یا اتوار کی دوپہر کھیلا جا سکتا ہے؟ عین ممکن ہے کہ دوسرے والدین یا کھلاڑی بھی کسی اَور وقت کو ترجیح دیں۔
- مسیحی متبادل کی تلاش کریں۔ اگر آپ یہ فیصلہ کریں کہ اتوار کی صبح کھیلیں گے تو پھر کسی ایسے مسیحی گروپ کی تلاش کریں جو ہفتے کے کسی اَور دن عبادت کے لئے جمع ہوتا ہے۔ یا اپنی کلیسیا سے کہیں کہ وہ آپ کی عمر کے گروپ کے لوگوں کے لئے اتوار کی صبح کی بجائے کسی اَور دن میٹنگ کا انتظام کروائیں۔
- جو بھی فیصلہ آپ کریں، اس پر زور لگا کر عمل کریں۔

7

خوش خبری کھیلوں کی دنیا تک پہنچانا

اگر آپ کھیلوں کا شوق رکھتے ہوں اور اپنا زیادہ وقت کھیل جیسی تفریح میں گزارتے ہوں تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اِسی شعبے میں بڑے موثر گواہ ہو سکتے ہیں؟ خداوند یسوع مسیح نے آسمان پر صعود فرمانے سے پہلے اپنے شاگردوں سے کہا، ''تم تمام یروشلم، یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے'' (اعمال 8:1)۔ کیا اس فرمان میں کھیلوں کی دنیا شامل نہیں؟ یہی جگہ آپ کی گواہی کے لئے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں آپ اجنبیت محسوس نہیں کرتے بلکہ جہاں امکان غالب ہے کہ آپ زیادہ موثر ثابت ہو سکتے ہیں۔

اِس میدان میں شرط یہ ہے کہ مسیحی اپنی زندگی سے گواہی دے۔ کہ وہ خوب کھیلے اور ساتھ ساتھ اپنے سلوک سے دکھائے کہ اُس کی زندگی فرق ہے۔ یوں بڑی امید ہے کہ مسیحی کو اپنے ایمان پر بات کرنے کے فطری طور پر مواقع میسر آجائیں۔

جیسن روبنسن وِگن رگبی لیگ کا کھلاڑی ہے۔ اس سے پوچھا گیا، ''آپ مسیحی کیوں ہوئے؟'' اس نے جواب دیا،

> جب مَیں وایئگا تو یئگامالا کے ساتھ میچ میں کھیلتا تو دیکھتا تھا کہ گو وہ وہی کھیل کھیلتا ہے جو مَیں بھی کھیلتا ہوں تو بھی اسے کبھی بھی شراب اور دیگر لوازمات کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اُسے پورا اطمینان حاصل ہے۔ اُس کی زندگی میں کوئی ایسی چیز تھی جس کا مَیں بھی متلاشی تھا۔ چنانچہ مَیں نے اُس سے اِس کے بارے میں بات چیت کی۔ تب اس نے مجھے اپنے ایمان کے متعلق بتایا۔ اُس وقت مَیں اکثر پب (شراب خانے) میں جایا کرتا تھا۔ اب مَیں گزشتہ چار سالوں سے شراب خانے میں نہیں گیا۔

پرانے زمانے میں بھی ایسے لوگ تھے جو کھیلوں کے ذریعے خوش خبری سناتے تھے۔ امریکہ کے آدمی رابرٹ میک برنی نے انیسویں صدی میں اِس مقصد سے جم خانہ کھول دیا کہ نوجوانوں کو مسیح کے لئے جیتے۔ مشہور مبشر ڈی ایل موڈی نے اِسی مقصد کے تحت لڑکوں کے کیمپ کھولے جن میں وہ خود نوجوانوں کی ریسوں میں شامل ہوتے تھے۔

جیمز نیسمتھ نے بیس بال کو ایجاد کیا جب وہ وائے۔ ایم۔ سی۔ اے۔ میں بطور انسٹرکٹر خدمات سرانجام دے رہا تھا۔ اس کا مقصد لڑکے لڑکیوں کو چار دیواری کے اندر سرگرمیاں فراہم کرنا تھا۔ یہ پروگرام باقاعدہ بائبل سٹڈی پروگرام سے مزین تھا۔

ہمیں ارشادِ اعظم کی تکمیل کے لئے کھیلوں کی دنیا میں بھی سر توڑ کوشش کرنا ہے۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہیں اس کام کی داغ بیل ڈالنا ہوگی۔ خدمت کے لئے دروازے کھل چکے ہیں۔ بے شک بہت سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا، لیکن اب آنے والی مسیحی نسل کے لئے ٹھوس بنیاد رکھنے کی ضرورت ہے۔

کرسچنز اِن سپورٹ کی تنظیم اِس کی اچھی مثال ہے۔ اُس کے ذریعے مختلف یونیورسٹیوں میں ایسے گروہ قائم ہوئے ہیں جن کا خاص ٹارگیٹ وہ سٹوڈنٹس ہیں جو یونیورسٹی کے کھیلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ گروہ ہفتے میں ایک بار ایک دوسرے

کے لئے دعا کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ ساتھ ساتھ وہ اپنے ساتھی کھلاڑیوں اور یونیورسٹی کے دیگر کھلاڑیوں کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔ چونکہ وہ یونیورسٹی کے کھیلوں کے ماحول کا حصہ ہیں اس لئے کھیلوں کی دنیا سے منسلک غیر مسیحی ان کے دوست ہوتے ہیں۔ فطری بات ہے کہ وہ اپنے دوستوں سے ہر موضوع پر بات کرتے ہیں، کہ دورانِ گفتگو ایمان کا ذکر بھی چھیڑا جاتا ہے۔ جب وہ لگاتار اکٹھے رہتے، تربیت حاصل کرتے، کھیلتے اور سفر کرتے ہیں تو بہت دفعہ غیر مسیحی ساتھی کھلاڑی بڑے متجسس ہو کر ایمان کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

فلپی کے داروغے نے پولس اور سیلاس سے سوال کیا، ''میں کیا کروں کہ نجات پاؤں؟'' (اعمال 16: 30)۔ لیکن شاید کھلاڑی اپنے مسیحی دوست سے فرق سوال پوچھے۔ مثلاً ''مجھے کام پر فلاں فلاں مسئلہ در پیش ہے۔ آپ مسیحی ہیں۔ آپ اس صورتِ حال میں میرے لئے کیا تجویز کریں گے؟'' چونکہ وہ باہم مل کر کھیلتے ہیں اِس لئے ایک رفاقتی رشتہ قائم ہوا ہے۔ اس وجہ سے غیر مسیحی مسیحی پر اعتماد کرتا ہے۔ ایسی بشارتی خدمت کی بنیاد باہمی تعلقات پر ہوتی ہے۔

خداوند یسوع کس طرح خدمت کرتا تھا؟ لوگوں نے اسے کام کرتے ہوئے دیکھا، ہیکل میں صرافوں کی نقدی بکھیرتے ہوئے، گلیل کے شہر قاناہ میں معجزہ کرتے ہوئے۔ اور یہ کام دیکھتے دیکھتے ان کے دلوں میں سوال ابھارنے لگے۔ جو لوگ آپ سے پیغام سنیں گے اُنہیں آپ کی زندگی سے بھی پیغام کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ ان کا ماحول آپ کا ہی ماحول ہے اس لئے وہ آپ کے طرزِ زندگی اور چال چلن سے متاثر ہو جائیں گے۔ اپنی تمام ناکامیوں کے باوجود ہم ان کے سامنے اپنی زندگی اور خدمت سے یسوع کو پیش کرتے ہیں۔

جب کھلاڑی اپنے غیر مسیحی ساتھیوں کے لئے دعا کرتے اور اپنی زندگی سے گواہی دیتے ہیں تو وہ آسانی سے اُنہیں خوش خبری بھی سنا سکیں گے۔ کھیلوں کی دنیا میں بشارتی پیغام بھی کھیل اور کھلاڑی کی زبان و اصطلاح میں ہونا چاہیئے تاکہ ان کے لئے

عام فہم ہو۔ یہ بشارتی خدمت، چرچ میں صبح کی عبادت سے قطعی مختلف ہونی چاہیئے جو کہ نئے لوگوں کے لئے بڑی مذہبی سی عبادت معلوم ہوتی ہے۔ یہ پیغام کھیل کے اختتام پر شام کے کھانے کے دوران ہو سکتا ہے۔ کھیل کے میدان کی کوئی بھی جگہ منتخب کی جا سکتی ہے، یعنی ایسا مقام جہاں غیر مسیحی کسی طرح کا دباؤ محسوس نہ کریں۔ خوش خبری کی منادی کسی ایسے مبشر کے وسیلہ سے کی جائے جو کھیلوں کی دنیا کے ماحول کو سمجھتا ہو۔ اور وہ اس ماحول اور کھلاڑیوں کی زبان اور اصطلاح میں منادی کرنے کی مہارت رکھتا ہو۔ اگر پیغام کے ساتھ خادم کو کسی مقامی مسیحی کھلاڑی کی گواہی بھی ملایا جائے تو اچھا اثر مزید بڑھے گا۔

مثال کے طور پر جِل ایک یونیورسٹی میں ہاکی کی کھلاڑی تھی۔ کسی اَور مقام پر کھیل کر واپس آتے وقت وہ بس میں اپنی ساتھی کھلاڑی لِنڈا کے ساتھ بیٹھی تھی۔ لِنڈا مسیحی تھی۔ اُس نے جِل کو اپنے ایمان کی گواہی سنائی۔ کچھ سوالات پوچھتے پوچھتے جِل کی دل چسپی بڑھتی گئی، اور بالآخر وہ ایمان لائی۔

بعد میں جِل آکسفورڈ آئی اور ہاکی کلب میں شمولیت اختیار کر لی۔ جب کلب میں معلوم ہوا کہ وہ مسیحی ہے تو جِل نے محسوس کیا کہ ان کی کیپٹن وینڈی مسیحی ایمان کے موضوع پر ہونے والی گفتگو میں دل چسپی لیتی تھی۔

ایک دن جِل نے ہمت کر کے وینڈی کو اپنے ساتھ چرچ کی عبادت میں حصہ لینے کی دعوت دی۔ جب وہ اختتام پر چرچ سے باہر نکل رہی تھیں تو جِل نے محسوس کیا کہ اُسے کچھ کہنا چاہیئے،

> قدرے ہچکچاہٹ کے ساتھ مَیں نے اس سے پوچھا، ''کیا آپ میرے ساتھ بائبل کا مطالعہ کرنا پسند کریں گی؟'' میری توقع کے الٹ ہوا۔ اس نے جواب دیا، ''کیوں نہیں؟ مَیں ویسے سوچ رہی تھی کہ کیا کوئی ایسی

> کتاب ہے جس سے مجھے مسیحی ایمان اور مسیح کے بارے میں زیادہ معلومات مل سکیں۔''

دونوں روزانہ مل کر بائبل کا مطالعہ کرتی رہیں۔ ایک دو ماہ کے بعد وینڈی ایمان لائی۔ نہ تو لِنڈا اور نہ ہی جِل نے گواہی دیتے وقت بظاہر کوئی قابلِ دید کام کیا۔ فرق اس سے پڑ گیا کہ کھیل کے میدان میں اُنہوں نے مسیحی ہونے کی حیثیت سے کھڑے ہونے کا قدم اٹھا کر خطرہ مول لینے کے لئے خود کو تیار کیا۔ اگر لِنڈا نے یونیورسٹی میں ہاکی کھیلنے کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو جِل کبھی بھی خوش خبری نہ سن پاتی اور نہ ہی وینڈی مسیح کو جان پاتی۔ لِنڈا کی وفاداری کے باعث دو ہاکی کی کھلاڑیاں ایمان لائیں۔

جب کیمبرج یونائیٹڈ نے ایلن کے ساتھ معاہدہ کیا تو ظاہر تھا کہ وہ گراہم کی جگہ کھیلے گا۔ ایلن اِس وجہ سے گراہم سے محتاط رہا۔ لیکن جتنا ایلن اُس پر غور کرتا تھا اُتنا ہی وہ ہکا بکا رہ گیا۔ وہ فرماتا ہے،

> یہ آدمی فرق تھا۔ اُس کے اندر کوئی چیز تھی جو مَیں نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس کی نوکری ختم ہو چکی تھی۔ گو اس کا پہلا بچہ پیدا ہونے والا تھا لیکن وہ ٹیم سے نکال دیا گیا تھا۔ اُس کے لئے حالات ناساز معلوم ہوتے تھے۔ اس کے باوجود اس کے اندر کوئی چیز تھی جو مَیں سمجھنے سے قاصر تھا۔ اس کی زندگی میں کوئی ایسا عنصر تھا جس سے مَیں ناواقف اور محروم تھا۔
>
> اس کے برعکس میرے پاس سب کچھ تھا۔ میرا اچھا معاہدہ تھا، اور مَیں ٹیم میں شامل تھا۔ مَیں سمجھتا تھا کہ مَیں نے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ تو بھی میری زندگی میں ایک خلا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ انسان مادی اشیا کے باعث خوشی حاصل کرتا ہے، اور میرے پاس سب کچھ تھا۔ اس کے مقابلے میں گراہم کے پاس کم دولت تھی۔ تو بھی وہ خوش و خرم رہتا تھا۔ اس کے

> پاس ایسی خوشی تھی جو میرے پاس نہ تھی۔ مَیں نے کبھی کسی اَور کو اس قدر مطمئن اور محفوظ نہ دیکھا تھا۔ وہ صاف طور پر اپنی منزلِ مقصود سے باخبر تھا۔ مَیں اسے فاصلے سے دیکھتا رہا تاکہ پتا چل جائے کہ کیا بات ہے۔
>
> بالآخر مَیں نے فیصلہ کیا کہ مجھے از خود معلوم کرنا ہوگا۔ مَیں اس کے ساتھ گفتگو کرنے لگا، اور ہوتے ہوتے مَیں نے اس کے ساتھ چرچ جانے کی جرات کی۔

قصہ مختصر یہ کہ ایلن نے مسیح کو قبول کر لیا۔ نوٹ کریں کہ اپنے ساتھی کھلاڑی گراہم کے مسیحی معیارِ زندگی کو دیکھتے ہی اس کی ایمان میں دل چسپی بڑھنے لگی۔ اگر ہم چاہیں کہ کھیلوں کے میدان سے منسلک لوگ خوش خبری کو قبول کریں تو لازم ہے کہ ہم لگن سے کھیلوں کے میدان میں آکر اپنا کردار ادا کریں۔

ہم نے کھیلوں کی دنیا سے چند ایک مثالیں پیش کی ہیں، لیکن لوگوں کو جیتنے کا کوئی جادوئی فارمولا نہیں ہے۔ اگر آپ کھیل کی دنیا سے منسلک ہیں تو اپنے جان پہچان والوں کی نجات کے لئے دعا کریں اور اس بات کے لئے جانفشانی کریں کہ اُنہیں مسیح کے لئے جیت سکیں۔

بنیادی بات یہ ہے کہ کھیل خدا کی تخلیق ہے، لہٰذا کھیلوں کی دنیا میں شامل ہونے اور دل چسپی لینے میں کوئی ہرج نہیں۔ آئیں ہم اِس میدان میں اپنا مسیحی کردار ادا کرکے لوگوں کو مسیح کے لئے جیتیں۔

8

کھیل اور مقامی کلیسیا

بہت سے لیگ فٹ بال کلبوں کا آغاز کلیسیاؤں سے ہوا۔ تو بھی کلیسیاؤں میں یہ بات بڑھتی رہی ہے کہ کھیل غیر روحانی ہے، لہٰذا مسیحی کو اس میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔ مزید یہ کہ اتوار کے دن کھیلے جانے والے کھیلوں کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

اس کے برعکس مسیحیوں میں یہ خیال بڑھ گیا ہے کہ کھیل عوام الناس تک رسائی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ کھیل باہمی تعلقات قائم کرنے اور بڑھانے کا ایک موثر وسیلہ ہیں۔ یہ ناکافی ہے کہ ہم اپنے آپ کو معاشرے کی بُرائیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے دیواریں کھڑی کریں۔ لازم یہ ہے کہ ہم چرچ سے نکل کر معاشرے کے دیگر شعبوں میں داخل ہو جائیں تاکہ لوگوں کی روحانی ضروریات پوری ہو جائیں۔

کسی بھی کلیسیا کے سپورٹس پروگرام کا محور و مرکز کھوئے ہوؤں تک خوش خبری پہنچانا ہے۔ مسیحی کی حیثیت سے ہم مسیح کے ایلچی ہیں (۲۔کُرِنتھیوں20:5)۔ میل ملاپ کا پیغام ہمارے سپرد کیا گیا ہے، اور خدا کا فرمان یہ ہے کہ ہم ارشادِ اعظم کی تکمیل کریں، کہ ہم جا کر سب قوموں کو شاگرد بنائیں (متی 19:28)۔ کھیل اور تفریح

ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے کلیسیائیں اپنے اردگرد کی دنیا میں دل چسپی اور حصہ لیتے ہوئے اسے بشارتی پیغام سنا سکتی ہیں۔

اکثر و بیشتر بشارتی خدمت کا کام ایک طے شدہ پروگرام کے تحت کیا جاتا ہے۔ یعنی بڑے بڑے کروسیڈز منعقد کیۓ جاتے ہیں یا گلیوں میں منادی کی جاتی ہے۔ ہم کھیلوں کے ذریعے ایسے مواقع پیدا کر سکتے ہیں جن کے وسیلے سے ہم فطری طور پر لوگوں کو خداوند یسوع مسیح کے بارے میں بتا سکتے ہیں۔ نیز، ایسا کرنے سے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ہم نہ صرف مذہبی بلکہ عام سے لوگ ہیں۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ کلیسیا ایسے لوگوں تک خوش خبری کا پیغام پہنچانے کے لئے نئ حکمتِ عملی تشکیل دے۔ اور اس نئ حکمتِ عملی تشکیل دینے میں کھیل کے میدان کو مدِ نظر رکھنا انتہائی مفید طریقہ ثابت ہوگا۔

یسوع مسیح نے خدا کی بادشاہی کی خوش خبری کس طرح دوسروں تک پہنچائی؟ اس نے لوگوں کے ٹھکانوں تک پہنچ کر ان سے میل ملاقات اور رفاقت رکھی۔ سوال یہ ہے کہ ہم کس حد تک اس حکمتِ عملی کے تحت کام کرنے کے لئے موزوں اور مناسب کردار ادا کر سکتے ہیں؟

یاد رہے کہ دنیا کی بیشتر آبادی کھیلوں میں دل چسپی لیتی، کھیل دیکھتی اور اس کے بارے میں پڑھنا اور سننا پسند کرتی ہے۔ لٰہذا اِس کی اشد ضرورت ہے کہ کلیسیا کھیل کے میدان میں اپنا کردار ادا کرے۔ بے شک یہ کام صرف ان مسیحی لوگوں کے لئے ممکن ہے جنہیں حقیقی طور پر کھیلوں میں دل چسپی ہو۔

نامور مسیحی کھلاڑی

کھیل میں دل چسپی لینے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم کسی نامور مسیحی کھلاڑی کو پیغام دینے کی دعوت دیں۔ گو یہ ایک ممکن طریقہ ہے، لیکن بہت دفعہ ایسی خدمت اتنی کام یاب نہیں ہوتی۔

اول: اُن مسیحی کھلاڑیوں کی تعداد کم ہے جو اِتنے مشہور ہیں کہ لوگ اُن کی وجہ سے آئیں۔ دوم: عین ممکن ہے کہ کلام سنانا اس شخص کی نعمت ہی نہ ہو۔ جو تیز ترین رفتار کے ساتھ دوڑ سکتا ہے یا سب سے زیادہ گول کر سکتا ہے ضروری نہیں کہ وہ اچھا پیغام بھی دے سکے۔

نیز، ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ نامور کھلاڑیوں کو لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیا گیا حالانکہ وہ روحانی طور پر اِس کے قابل نہیں تھے۔ ایسے کھلاڑی کئی بار محسوس کرتے ہیں کہ کلیسیائیں اُن سے غلط فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ دوسرے، یہ بھی ہوا ہے کہ ایسے کسی نامور کھلاڑی نے علانیہ طور پر مسیحی ہونے کا انکار کیا ہے۔

بہت دفعہ یہ تجربہ ہوا ہے کہ گو نامور کھلاڑی بڑی تعداد میں لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، لیکن ان میں دیگر کلیسیاؤں کی بے شمار لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ ایسی عبادت کا حاصل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگ اس نامور کھلاڑی سے صرف آٹو گراف لینے کے لئے اس کے پاس آئیں بجائے اس کے کہ وہ اس کے پیغام پر غور کریں۔

ایک بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ نامور کھلاڑی کے بجائے خود کھیل کو مرکزِ توجہ بنایا جائے۔

کھیل کی عبادت

کھلاڑیوں کو کھینچنے والی عبادات مختلف مقامات پر منعقد کی گئی ہیں۔ منتظمین، مقامی سپورٹس کلب کے اراکین کو عبادت میں مدعو کرتے ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ چرچ جس قدر ممکن ہو سکے کھیل کے میدان میں تبدیل کیا جائے۔ مثال کے طور پر 1999ء کے رگبی ورلڈ کپ کے دوران ویلز کی ایک کلیسیا نے چرچ کے اندر عارضی طور پر رگبی پول کھڑے کئے۔

کوشش یہ ہے کہ ایسی عبادت غیر ایمان داروں کے لئے زیادہ اجنبی نہ لگے۔ معروف گیت گائے جاتے ہیں، اور لمبی لمبی دعاؤں سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ بائبلِ مقدّس کی تلاوت مقامی کلبوں کی طرف سے کسی نمائندے سے کرائی جاتی ہے۔ جہاں ممکن ہو مقامی کلیسیا کا کوئی مسیحی کھلاڑی جو مقامی برادری کے لوگ جانتے ہوں گواہی دے۔ ایسا ڈرامہ پیش کیا جائے جس میں کھیل کے میدان کو مدِ نظر رکھا گیا ہو۔ ایسا واعظ بلایا جائے جو کھیلوں کو سمجھنے والا ہو تاکہ وہ ماحول کے مطابق کلام تیار کرے اور ضرورت کے مطابق پیغام پیش کرے۔

چرچ میں کھیلوں کا پروگرام

آج کل بہت سی کلیسیائیں کھیلوں کی سرگرمیوں کو اپنے پروگراموں میں شامل کرتی ہیں۔ تاہم اس عمل کا مقصد اکثر تفریح سے زیادہ نہیں ہے۔ اسی طرح کلیسیائیں ایک دوسری کے مدِ مقابل فٹ بال اور کرکٹ میچ کھیلتی ہیں۔

لیکن گزشتہ چند برسوں سے کچھ کلیسیاؤں نے کھیلوں کے پروگراموں کو یوں تشکیل دی ہے کہ ان سے بشارتی کام بھی کیا جاتا ہے اور برادری کی خدمت بھی سرانجام ہوتی ہے۔ کیونکہ کھیل وہ میدان ہے جہاں مسیحی اور غیرمسیحی مل سکتے ہیں۔

کھیل اور تفریح ایسے مواقع فراہم کرتے ہیں جن میں ہم اپنے مسیحی کردار اور مسیحی طرزِ زندگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ صرف اِس صورت میں کام یاب رہے گا کہ مسیحی کھلاڑیوں کی گواہی اچھی ہو۔ اگر میچ میں مسیحی کھلاڑیوں کے درمیان جھگڑا ہو تو یہ کلیسیا کے لئے نقصان دہ ہے۔

کیلیفورنیا میں ایک کلیسیا ہے، جس نے بشارتی کام کے تحت ایک جم خانہ، آٹھ ٹینس کورٹ، ایک سوئمنگ پول، ایک باسکٹ بال کورٹ اور چند ایک دیگر مقامی کھیلوں کے لئے سہولیات فراہم کی ہیں۔ سب کچھ کاروباری نقطۂ نظر سے چلایا جا رہا ہے۔

اسی طرح کیلیفورنیا کا ایک اَور چرچ مردوں اور عورتوں کے انفرادی کھیلوں کے ساتھ ساتھ پورے خاندان کے لئے بھی کھیلوں کے پروگرام منعقد کرواتا ہے۔ اِن کھیلوں کی سرگرمیوں کے پیچھے رویا یہ ہے کہ مسیحیوں کے دوست، رشتہ دار اور جاننے والے یہاں آئیں تاکہ ان تک مسیح کی خوش خبری پہنچائی جائے۔ مثلاً چرچ کا ایک موٹر سائیکل کلب ہے۔ اُس میں موٹر سائیکل کو چلانے کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کو بائبل سٹڈی اور دعا، مختلف پروگرام، رفاقت، خاندانی سرگرمیاں اور تفریح کے مواقع مہیا کرتا ہے۔ اِسی طرح کشتی رانی کا کلب بھی ہے۔

شاید پاکستان میں رہتے ہوئے اِس قسم کی سرگرمیاں ناممکن ہوں۔ تاہم ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم کھیل کے میدان میں آ کر کس طرح اپنے ساتھی کھلاڑیوں کو جیت سکتے ہیں۔

چرچ ٹیم

کلیسیائی فٹ بال ٹیم کے لئے مختلف طریقِ کار ممکن ہیں۔ یہ پوچھنے کی ضرورت ہے کہ کس کو ٹیم میں شامل کیا جائے؟ کیا اُس میں صرف مسیحی ہوں، یا کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ باہر کے لوگوں سے تعلقات قائم کریں؟ ایسی ٹیموں سے کلیسیا کے کنارے پر رہنے والے کھلاڑی بہتر طور پر کلیسیائی رفاقت میں شریک ہو جا سکتے ہیں۔ نیز، ایسے کھیلوں سے کئی دفعہ نوجوانوں کو کلیسیا سے دُور ہو جانے سے روکا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ مسیحی ٹیم میں باہر کے لوگوں کو شامل کرنے سے مسائل پیدا تو ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طورپر ایک مسیحی ٹیم نے کسی میچ میں ایک غیر مسیحی کو ٹیم میں شامل کیا۔ اس مہمان کھلاڑی نے پہلے ہاف کے اندر اندر کسی کو مکار رسید کیا، دوسرے کھلاڑیوں کو گالیاں دیں اور ریفری کے ساتھ بحث و تکرار کی۔ ٹیم کو اسے نکالنا پڑا۔ اِس صورت میں مسیحی ٹیم کی گواہی کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

گیری ایک کلیسیا کے پاسبان ہیں۔ وہ چرچ کی ٹیم کے متعلق بیان کرتے ہیں، ''ہم نے دوسرے لوگوں سے تعلقات قائم کرنے اور لوگوں سے میل ملاقات بڑھانے کے لئے ٹیم تشکیل دی ہے۔ اس ٹیم کا مقصد بشارتی خدمت سر انجام دینا ہے۔ لیکن ہم جیتنا بھی چاہتے ہیں!'' گیری کے نزدیک فٹ بال ٹیم چرچ کے بشارتی پروگرام کا ایک لازمی حصہ ہے۔ کبھی کبھی لوگ اُنہیں مایوس بھی کرتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ فٹ بال ٹیم صرف وقت ضائع کر رہی ہے۔

ایک اَور سوال یہ ہے کہ کیا مسیحی ٹیم کو صرف دیگر مسیحی ٹیموں کے ساتھ میچ کھیلنا چاہئے؟ کیا اچھا نہیں کہ وہ غیر ایمان داروں کے ساتھ میچ بھی کھیلے؟ مسیحی افراد پر مشتمل ٹیمیں جو صرف دوسری کلیسیاؤں کی ٹیموں سے میچ کھیلتی ہیں وہ بشارت کا موقع کھو دیتی ہیں۔ چرچ ٹیم کا دوسری چرچ ٹیم کے ساتھ کھیلنا ایک اچھا آغاز تو ہو سکتا ہے، لیکن مسیحی ٹیم کو اپنا دائرہ وسیع کرنا ہے۔ اُسے ان لوگوں میں مسیح کی گواہی دینا ہے جو مسیح کو نہیں جانتے۔ ہماری اصل گواہی تب ہی ہو سکتی ہے جب ہم ان ٹیموں کے ساتھ کھیلیں جو غیر مسیحی کھلاڑیوں پر مشتمل ہیں۔

کرسچن ٹیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ کھیل کی افرا تفری میں ایمان کی بنیادوں پر قائم رہے۔ وہ درست طور پر کھیلے، اختلاف اور جھگڑے سے اجتناب کرے۔ بعض ٹیمیں فٹ بال میچ کے آغاز سے قبل دعا کرتی ہیں۔ بعض ٹیموں نے ایک چھوٹا سا بشارتی کتابچہ تیار کیا ہے جو کہ مدِ مقابل ٹیم کے ہر کھلاڑی کو دیا جاتا ہے۔

کھیل کے پروگرام کے اختتام پر کسی بھی ٹیم کے لئے شام کے کھانے کا اہتمام ایک اچھا موقع فراہم کرتا ہے جہاں خوش خبری کی منادی ہو سکتی ہے۔

فِٹنس کلاس

ہمارے جدید معاشرے میں ہم اپنی صحت اور تندرستی کے بارے میں بڑے فکر مند ہو گئے ہیں۔ بہت سی کلیسیاؤں کو پتہ چل گیا ہے کہ یہ شعبہ تعلقات قائم

کرنے اور برادری کی خدمت کرنے کے بہت مواقع فراہم کرتا ہے۔ جو لوگ فٹ رہنا چاہتے ہیں وہ اکثر خاص کھیلوں میں حصہ نہیں لیتے بلکہ زیادہ اپنی صحت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

فِٹنس کلاس کروانے کے بڑے فوائد ہیں۔ لیکن لازم ہے کہ ایسی کلاسز کا انعقاد بڑے منظم طریقے سے کسی مناسب جگہ پر کیا جائے جو کشادہ ہونے کے ساتھ ساتھ ورزشی ساز و سامان سے بھی لیس ہو۔ اور اگر ضروری ہو تو وہاں پر بچوں کی مناسب دیکھ بھال کا بھی بندوبست موجود ہو۔ یہ بھی لازم ہے کہ کوئی ایسا تجربہ کار شخص مل جائے جو اس کا نظم و نسق چلانے کی اہلیت رکھتا ہو۔

اگر اس پروگرام کا مقصد دوسروں تک خوش خبری پہنچانا ہو تو پھر چرچ یا چرچ میں موجود کسی گروہ کو فِٹنس پروگرام میں حصہ لینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب لوگ فٹ رہنے کے لئے آئیں گے تو ممکن ہے کہ روحانی اور نفسیاتی مسائل اپنا سر اٹھائیں۔ اس لئے لازم ہے کہ ایمان دار حاضر رہیں تاکہ فِٹنس کے لئے آئے ہوئے لوگوں کے مسائل سنتے ہوئے ان کو مشورے دے سکیں یا کسی اَور طریقے سے ان کی مدد کر سکیں۔ فِٹنس کلاس میں درجِ ذیل چیزیں شامل ہو سکتی ہیں۔

- وارم اپ۔ ورزش سے پہلے بدن کو گرمانا۔
- زیادہ توانائی سے جسم کو حرکت دینا۔
- ایروبکس
- کچھ وقفہ ڈالنا جس دوران بائبلِ مقدّس کا مختصر پیغام سنایا جائے۔
- مزید کوئی ورزش۔
- چائے پینے کا اہتمام
- رُخصتی

فِٹنس کلاس کے دوران چرچ کے مختلف پروگراموں کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ بتایا جا سکتا ہے۔

جب لوگ مل کر ورزش کرتے ہیں تو فطری طور پر ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنے لگتے ہیں۔ اس سے چرچ تک راستہ کھل سکتا ہے۔

ایک چرچ نے عمر رسیدہ لوگوں کے لئے فِٹنس کا ایسا پروگرام شروع کیا ہے۔ تقریباً 50 افراد حصہ لیتے ہیں۔ چائے کافی کے بعد فِٹنس کلاس شروع ہوتا ہے۔ دوپہر کا کھانا بھی مناسب پیسوں میں کھلایا جاتا ہے۔ تب ایک چھوٹی سی عبادت کے بعد نئے ایمان داروں کے لئے کورس سکھایا جاتا ہے۔ کبھی کبھار یہ گروہ تفریح کے لئے کہیں جاتا بھی ہے۔ یوں عمر رسیدہ لوگوں کو فِٹنس کے ساتھ ساتھ رفاقت بھی ملتی ہے اور خوش خبری بھی ان تک پہنچائی جاتی ہے۔

کوچنگ

کھیل میں تربیت بھی لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ایک وسیلہ ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر کچھ کلیسیائیں موسمِ سرما میں چرچ ہال میں گولف اسباق کا انعقاد کرتی ہیں۔ اس کے لئے آپ کو چند میٹس کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک نیٹ، چند ایک پلاسٹک کے گولف گیند۔ لیجئے آپ کا چرچ آپ کی ضرورت کے مطابق آپ کی خدمت کے لئے موزوں جگہ میں تبدیل ہو گیا ہے۔ ایک ماہرِ گولف کی ضرورت بھی ہے جو تعلیم دے سکے۔ کئی ایک کھیلوں میں اِس طرح کی کوچنگ پیش کی جا سکتی ہے مثلاً بیڈمنٹن، ٹینس، سکوائش، کرکٹ وغیرہ۔

گولف ڈے

گولف ڈے کا مقصد غیر مسیحی مردوں اور عورتوں کو مسیحی رفاقت میں لانا اور خوش خبری کے لئے تیار کرنا ہے۔ چرچ اراکین اپنے غیر مسیحی دوستوں کو مدعو کرتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ گولف کا ایک راؤنڈ کھیلیں اور کلب ہاؤس میں ان کے ساتھ

شام کا کھانا بھی کھائیں۔ کھانے کے بعد کسی مسیحی کی چھوٹی سی تقریر پیش کی جاتی ہے۔

گولف کے کھلاڑی مختلف کورسز پر کھیلنا پسند کرتے ہیں۔ وہ اِس کے عادی ہیں کہ کھیل کے اختتام پر شام کا کھانا کھایا جائے اور تقریر پیش کی جائے۔ فرق صرف یہ ہے کہ تقریر یسوع مسیح کے متعلق ہوتی ہے۔

کھیلوں کے بڑے مقابلے

کھیلوں کے مقابلوں نے کلیسیاؤں کو بشارتی کام کے اعلیٰ مواقع فراہم کئے ہیں۔

چرچ سپورٹ سنٹر

کچھ چرچ اپنے ذاتی سپورٹ سنٹر چلاتے ہیں۔ ایک ایسا سنٹر انگلینڈ میں کھولا گیا۔ سپورٹ کے ایک سابقہ استاد اسے چلانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ سنٹر مقامی سطح پر واحد سپورٹ سنٹر ہے اس لئے کلیسیا کو خوش خبری سنانے کے شاندار موقعے ملتے ہیں۔

کلیسیا اپنی رویا یوں بیان کرتی ہے،

> ہمارا مقصد عام لوگوں تک خوش خبری پہنچانا ہے۔ یہ کرنے کے لئے ہم سنٹر کے ذریعے مقامی لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔ یہاں ہم ایروبکس، فِٹنس کلاس، بیڈ منٹن، فٹ بال اور دیگر کھیلوں کی سہولیات مہیا کرتے ہیں۔ یہاں ہر ہفتہ 200 سے زائد ایسے لوگ آتے ہیں جو چرچ کے ممبر نہیں ہوتے۔ اس سنٹر کے ذریعے بہت سے ایسے لوگوں سے تعلقات استوار ہوئے ہیں۔

یو کے کے ایک اَور چرچ نے بھی اِسی طرح کا سنٹر قائم کیا ہے۔ وہاں اتوار کے دن عبادت ہوتی ہے جبکہ ہفتے کے باقی ماندہ دنوں میں کھیل منعقد کئے جاتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ مقامی لوگوں کی خدمت کر کے ان تک خوش خبری پہنچائیں۔

خلاصہ

بہت سی مقامی کلیسیاؤں کو معلوم ہوا ہے کہ کھیلوں کی سرگرمیاں چلانے سے تعلقات بھی قائم ہوتے ہیں اور لوگوں کی خدمت بھی کی جاتی ہے۔ ان سے چرچ کے اراکین کو اپنے غیر ایمان دار عزیزوں، دوستوں اور جاننے والوں کو چرچ میں لانے کا موقع ملتا ہے۔

چرچ کی سطح پر کھیلوں کے مقابلے بھی بشارتی کام کا ایک شاندار ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ان سے چرچ ممبر دوستانہ ماحول میں کلیسیا کا تعارف کرا سکتا ہے۔ ایسے ماحول میں اُنہیں بغیر الفاظ کے مسیح کی محبت معلوم ہوتی ہے۔

9
کھیلوں کے بڑے مقابلے

گزشتہ چند برسوں سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ کھیلوں کے اہم مقابلے بشارتی کام کے زبردست موقعے فراہم کرتے ہیں۔

پہلے فٹ بال ورلڈ کپ یا اولمپک کھیل ہی بڑے اہم واقعات سمجھے جاتے تھے۔ لیکن اب بین الاقوامی مقابلوں کی فہرست بہت بڑھ گئی ہے۔ یہ فہرست کم از کم تیس اہم مقابلوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ ساتھ ساتھ ٹیلوژن اور انٹرنیٹ کے ذریعے ہر کھیل کو ہر ملک میں فوراً دیکھا جا سکتا ہے۔

یہ رجحان دیکھ کر کلیسیاؤں کو محسوس ہوا ہے کہ ان مقابلوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ کھیلوں کے اہم مقابلے بشارتی کام کا سنہری موقع فراہم کرتے ہیں۔

بشارتی کام کا آغاز چھوٹے پیانے پر 1968ء میں موسمِ سرما کے اولمپک مقابلے سے ہوا۔ 1972ء میں پہلی دفعہ غیر علانیہ پاسبان میونخ میں حاضر تھے جب دہشت گردوں نے کھیلوں میں حصہ لینے والے چند کھلاڑیوں کو یرغمال بنا کر بعض کو قتل کر ڈالا۔

لیکن مؤثر بشارتی کام کا آغاز 1988ء میں شروع ہوا جب سیئول میں موسمِ گرما کے اولمپک کھیل منعقد ہوئے اور کال گیری میں موسمِ سرما کے اولمپک کھیل منعقد

ہوئے۔ اب سے علانیہ پاسبان مقرر ہیں اور خاص قسم کا لٹریچر بھی ایسے موقعوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

اُس وقت سے بڑے مقابلوں کے موقعے پر بشارتی کام کا انتظام بڑھتا گیا ہے۔ ابتدائی توجہ، مقابلوں میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں اور تماشائیوں پر ہی تھی۔ لیکن پھر کلیسیائیں اُن شہروں پر دھیان دینے لگیں جہاں یہ مقابلے منعقد ہوتے تھے۔ اب پورا شہر بشارتی کام کا مرکزِ توجہ بن گیا۔ پر جوں جوں ٹیلی ویژن کا انقلاب بڑھتا چلا گیا تو یہ بات روشن ہوتی گئی کہ بشارتی کام کا ٹارگیٹ نہ صرف مقابلے کا شہر یا ملک ہونا چاہئے بلکہ دنیا کی ہر وہ جگہ جہاں لوگ بڑی تعداد میں یہ مقابلہ دیکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جس شہر میں کوئی مقابلہ ہوتا ہے اُس کے اکثر لوگ ٹی وی پر ہی مقابلے کو دیکھیں گے۔

جب نیشنل بائبل سوسائٹی نے 1988 میں سئیول اولمپک کھیلوں کے پروگرام کے لئے ایک یادگار کتابچہ تیار کیا تو یہ ایک تجربہ تھا۔

غیر دل چسپ مذہبی اور عام سے مسیحی ٹریکٹ کے برعکس اعلیٰ کوالٹی کے یہ کتابچے رنگین اور بڑے پُرکشش ہوتے ہیں۔ ان کا ہدف ایسے غیر مسیحی تماشائی ہیں جو کھیل اور کھلاڑیوں کے بڑے شوقین ہوتے ہیں۔ کتابچوں میں آدھا مواد کھیلوں کی دنیا سے متعلق ہی ہوتا ہے۔ آغاز کھیل اور کھلاڑی سے کیا جاتا ہے اور رفتہ رفتہ آگے بڑھتے ہوئے خوش خبری کا پیغام پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی کھیلوں کی زبان اور اصطلاح میں۔

ان کتابچوں کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ میچز کا شیڈول، فٹ بال میچ شروع ہونے کے اوقات وغیرہ درج کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی کچھ جگہ خالی چھوڑی گئی ہے تاکہ وہاں پر میچز کے نتائج کا اندراج بھی ہو سکے۔ نتیجتاً قاری کتابچے کو کھیلوں کے تمام میچز کے دوران اور اس کے بعد بھی بڑی حفاظت سے اپنے پاس رکھے گا۔

2000ء اولمپک کھیلوں کے لئے بشارتی کام کے بیس مختلف طریقِ کار وضع کئے گئے۔ ان میں لٹریچر، ویڈیو، سی ڈی، ویب سائٹ اور نئے عہدنامے کی کتب شامل تھیں۔ انجیلوں کے ساتھ مشہور مسیحی کھلاڑیوں کی گواہیاں بھی پیوست کی گئیں۔

آیئے ہم اِس پر مزید غور کریں۔

کھیلوں میں شریک کھلاڑی

بین الاقوامی میچوں کے دوران مسیحی کتابیں اور دیگر مواد ایسے ممالک کے کھلاڑیوں کو دیئے جا سکتے ہے جہاں مسیحی وسائل کو بروئے کار لانا قدرے مشکل ہے۔ اِس طریقے سے بے شمار اولمپک کھلاڑیوں کو جیزس فلم یا نیا عہدنامہ حاصلہ ہوا ہے۔

1986ء میں کرِس اکابوسی نے ایڈن برگ میں منعقد ہونے والی کامن ویلتھ گیمز میں انگلینڈ کی جانب سے مقابلوں میں حصہ لیا۔ گو وہ ایک طرح سے متلاشی تھا، لیکن حقیقت میں وہ سنجیدگی سے خدا کی تلاش میں نہ تھا۔ جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے خوش آمدید والے پیکٹ میں نئے عہد نامے کی ایک جلد دیکھی جو کہ جدید انگریزی زبان میں لکھی گئی تھی۔ یہ جلد مقابلے میں حصہ لینے والے تمام کھلاڑیوں کو مہیا کی گئی تھی۔ اب کوئی بھی کھلاڑی آپ کو بتائے گا کہ کھیلوں کے دوران بڑی اکتاہٹ کے لمحے بھی آتے ہیں۔ آپ کو ساری توجہ میچز اور ہر روز کی ورزش اور تربیت پر مرکوز کرنا ہوتی ہے جبکہ باقی وقت محض آرام کرنے اور توانائی حاصل کرنے میں صَرف ہوتا ہے۔ کرِس نے نیا عہد نامہ اٹھایا اور کامن ویلتھ گیمز کے دوران اسے مکمل طور پر پڑھ لیا۔ وہ کہتا ہے،

> یہ بائبل جدید انگلش کا ترجمہ تھا۔ جو بائبل مَیں نے پہلے دیکھی تھی اس کے متروک الفاظ سمجھنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔ اب مَیں یہ نیا ترجمہ پڑھنے لگا۔ یسوع کا ذکر ہوا۔ مَیں یسوع کے نام سے واقف تھا، کیونکہ سکول اور فوج میں لوگ یہ نام لے کر گالیاں دیتے تھے۔ اب مجھے پتا چلا کہ یہ یسوع

> ایک حقیقی شخص تھا، جو زمین پر چلتا پھرتا تھا۔ مَیں خداوند یسوع مسیح کے ان دعوؤں پر غور کرنے پر مجبور ہو گیا جو اس نے کئے تھے، مثال کے طور پر ''مَیں اس لئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں۔'' (یوحنا10:10) نیز، ''راہ اور حق اور زندگی مَیں ہوں، اور کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔'' (یوحنا14:6)

کرِس، یسوع سے اس قدر متاثر ہوا کہ جب اس نے ایڈن برگ کو چھوڑا تو یہ عزم کیا کہ مَیں یسوع کے بارے میں مزید معلومات حاصل کروں گا۔ آنے والے چند مہینوں میں اس نے مسیح کے بارے میں بہت کچھ پڑھ لیا۔ کیونکہ وہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا یسوع حقیقی معنوں میں ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ دعوے کرتا ہے؟ چند مہینوں کے بعد کرِس نے اپنی زندگی مسیح کے سپرد کر دی۔ آج وہ کہتا ہے کہ کمرے میں نیا عہد نامہ ملنے سے ہی مَیں مسیح کی طرف رجوع کرنے لگا۔

1991ء کے ورلڈ سٹوڈنٹ گیمز کے دوران مقرر پاسبانوں کو ایک حیران کن تجربہ ہوا۔ ایک رات کو چین کا ایک کھلاڑی اُن کے پاس آیا اور بڑی سادگی سے کہنے لگا، ''مَیں مسیحی بننا چاہتا ہوں، کیا آپ کے پاس درخواست فارم موجود ہے؟''

تماشائی

1996ء میں جب اٹلانٹا میں اولمپک کھیلوں کا انعقاد ہوا تو مقامی لوگوں نے اسے اپنے شہر میں آنے والے لوگوں کو خوش خبری سنانے کا ایک سنہری موقع سمجھا۔

جس طرح ایک ادارے نے سوال کیا، جو لوگ کھیلوں کے لئے آئیں گے کیا وہ ہمارا خوب صورت ماحول دیکھیں گے؟ کیا اُنہیں ہماری لڑائیوں اور جرائم نظر آئیں گے؟ یا کیا وہ مسیح کے پیروکاروں کو باہم مل کر کام کرتے ہوئے اور ضرورت مند نسل کی طرف ترس اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے دیکھیں گے؟

بشارتی کام کے تحت بڑے بڑے پروگرام سرانجام ہوئے۔ مثلاً میچوں کے آس پاس لوگوں کو ٹھنڈا پانی پلایا گیا۔ موسیقی اور ریڈیو کے خاص پروگرام منعقد ہوئے۔ کھلاڑیوں کے خاندانوں کی میزبانی بھی مسیحیوں سے کی گئی۔ ساتھ ساتھ کھلاڑیوں میں بھی بشارتی کام سرانجام ہوا۔

اٹلانٹا کے مسیحیوں نے بہ دل و جان اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ پانچ مختلف مقامات پر آنے والے تماشائیوں کے لئے مہمان خانے تیار کئے گئے۔ ایک ادارے نے تماشائیوں کو پیکٹ تقسیم کئے جن میں مونگ پھلی، ایک نقشہ اور کچھ مسیحی لٹریچر موجود تھا۔ ایک اَور ادارے نے ہوٹلوں میں بچوں کی دیکھ بھال کے سنٹر کھولے۔ آنے والے تماشائیوں اور کھلاڑیوں کے خاندانوں اور دوستوں کے لئے بے شمار مسیحی گھروں میں سونے کا بندوبست کروایا گیا۔ اِس طریقے سے تین ہزار لوگوں کی میزبانی کی گئی۔ سب کو اپنی اپنی زبان کی بائبلِ مقدّس دی گئی۔

پانچ بشارتی ریلیز کا بندوبست بھی کروایا گیا، جن میں اولمپک کھیلوں میں شریک کھلاڑیوں نے اپنی گواہی سنائی۔ یوتھ ود آ مشن کے پانچ ہزار نوجوان خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ اُن میں سے ایک ہزار لڑکے بطورِ سکیورٹی گارڈ حاضر تھے۔ دیگر نوجوانوں نے مقامی کلیسیاؤں کے ساتھ فٹ بال کوچنگ اور کلینک کا انتظام چلایا۔

سالویشن آرمی نے دوسری کلیسیاؤں کے ساتھ مل کر بازاروں میں گزرنے والوں کو ٹھنڈا پانی پلایا۔ ایسی جگہوں پر ٹھنڈا پانی تو اکثر نہایت مہنگا پڑتا ہے۔ ٹھنڈا پانی مہیا کرنے سے مقامی مسیحی نہ صرف مسیح کا حکم پورا کر رہے تھے (دیکھئے متی 10: 42) اور مسیحی محبت کا مظاہرہ کر رہے تھے بلکہ ساتھ ساتھ اُنہیں گواہی دینے کے موقعے بھی ملے۔ کچھ کلیسیاؤں کے گلاسوں پر یوحنا 3:16 کی آیت لکھی ہوئی تھی! اس موقعے پر دو کتابچے تیار کئے گئے۔ دوسرے کی 50 لاکھ کاپیاں چھ مختلف زبانوں میں تقسیم کی گئیں۔

کھیلوں کے لئے بہت سے یاد گار بیجز بھی تیار کئے گئے۔ کچھ مسیحیوں نے ایک بشارتی بیج تیار کیا جس پر لکھا تھا، ''سونے سے زیادہ بیش قیمت۔'' (دیکھئے ا۔ پطرس 7:1)۔ اس طرح کے تقریباً 1ء1 کروڑ بیج تقسیم کئے گئے۔ بہت سے کھیلوں کے دوران مقامی مسیحیوں نے یہ بیج اس انداز سے تقسیم کئے، ''کیا مَیں آپ کو ایک بیج پیش کر سکتا ہوں؟ مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا کیا مطلب ہے۔'' طلائی تمغے سے بہتر کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اٹلانٹا کے مسیحیوں نے ممکنہ حد تک اپنے مہمانوں کو اس سوال کا جواب دیا۔

کھیلوں سے پہلے اٹلانٹا کے مسیحیوں کی دعا تھی کہ کھیلوں میں آنے والے مہمان مقامی مسیحیوں کے کردار، عمل اور باتوں سے یسوع کو پائیں۔ ساتھ ساتھ اُنہوں نے سخت محنت کی تاکہ ان کی دعائیں کثرت سے سنی جائیں۔

میزبان ملک

جب 1996ء میں انگلینڈ میں یورپین فٹ بال چیمپئن شپ کا انعقاد ہوا تو پوری قوم خوش تھی۔ کیونکہ تیس سال کے بعد ہی انگلستان اِس طرح کا بین الاقوامی مقابلہ ہو رہا تھا۔

اس ٹورنامنٹ میں سولہ ٹیمیں حصہ لے رہی تھیں جن کو تین ہفتوں کے دوران آٹھ مختلف شہروں میں کھیلنا تھا۔ یہ نہ صرف 30 سال کے بعد پہلا اہم ٹورنامنٹ تھا بلکہ پہلی دفعہ انگلینڈ کی کلیسیاؤں نے مل کر لوگوں کو اِس کے دوران جیتنے کا منصوبہ تیار کیا۔ 1995ء کے اوائل میں اِن کلیسیاؤں نے درجِ ذیل ضروریات کو اُجاگر کیا:

- لٹریچر
- پاسبان کی خدمت
- فٹ بال کوچنگ اور کلینک

- نوجوانوں کے لئے پروگرام
- آنے والے تماشائیوں کی مہمان نوازی

آخری ضرورت یعنی تماشائیوں کے لئے مہمان نوازی کا انتظام نہ بن سکا۔ پاسبانوں کا انتظام تیار کیا گیا اگرچہ اتنا زور اس پر نہ تھا۔ نوجوانوں کے لئے کچھ پروگرام رکھے گئے۔ لیکن مہم میں پورا زور کوچنگ، کلِنک اور لٹریچر پر تھا۔ ہر میزبان شہر کے لئے مہم کے راہنما اور ایک کمیٹی مقرر کئے گئے۔

یادگاری کا ایک کتابچہ تیار کیا گیا۔ ٹورنامنٹ کے اختتام پر 72,000 کاپیاں فروخت ہو چکی تھیں۔ نیز، 80,000 کتابچے جرمن زبان میں شائع کرکے تقسیم ہوئے۔ دیگر کئی کتابچے بھی شائع ہوئے۔ نتیجے میں ان کھیلوں کے دوران برطانیہ میں لگ بھگ 2 لاکھ 69 ہزار بشارتی کتابچے تقسیم ہوئے۔

مثال کے طور پر ایک چھوٹے سے چرچ نے 3,545 کاپیاں ایک علاقے کے ہر گھر میں ایک ایک کاپی پہنچانے کا عزم کیا جہاں اب تک مسیحیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ شیفیلڈ میں ایک چرچ نے دو ہزار کاپیاں تقسیم کرنے کا آرڈر دیا۔ دس ہزار کاپیاں جیلوں میں تقسیم ہوئیں۔ ایک ادارے نے مختلف اخباروں میں اشتہار دیا جن کے جواب میں دو ہزار کتابچے آرڈر ہوئے۔ برمنگھم کے ایک چرچ نے ترکی زبان کی 15,000 کاپیوں کا آرڈر دیا، کیونکہ وہاں ترکی فٹ بال ٹیم اور معاونین ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک ادارے کی ٹیموں نے سات میزبان شہروں کی کلیسیاؤں کے ساتھ مل کر خدمت کی۔ امریکہ کی کچھ مسیحی ٹیموں نے چار میزبان شہروں میں مقامی ٹیموں کے ساتھ میچ کھیل کر اپنے ایمان کی گواہی دی۔ دو ہفتوں کے اندر اندر اُنہوں نے 45 کلیسیاؤں، 45 سکولوں اور 6 جیلوں میں لگ بھگ 10,000 لوگوں کو خوش خبری سنائی۔

بہت سی کلیسیاؤں میں ان چیمپئن شپ مقابلوں کے دوران سپورٹس منسٹری مضبوط ہوئی۔ ایک میچ کے دن ایک ادرارے کی ٹیم نے بازار میں گیت گائے، گواہی دی، سکیچ بورڈ استعمال کئے، مسیحی لٹریچر تقسیم کیا اور لوگوں سے ملے۔

اختتام پر نتائج توقع سے کہیں بڑھ کر تھے۔ بہت سے لوگوں نے پہلی دفعہ یہ دیکھا کہ کھیلوں کے بڑے مقابلوں کے موقعے پر کلام کی خدمت کے کس قدر دور رس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

دنیا

بڑے مقابلوں کے موقعے پر خدمت اپنی ابتدائی حالت میں ہے۔ ہر مقابلے سے کوئی نیا سبق سیکھا جاتا ہے جس کا اطلاق اگلے مقابلے پر کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں فٹ بال ورلڈ کپ کھیلوں کا سب سے بڑا پروگرام ہے۔

1998ء میں فٹ بال ورلڈ کپ فرانس میں منعقد ہوا۔ لگ بھگ دوسال پہلے کلیسیاؤں نے باہم مل کر بشارتی مہم تیار کی۔ 150 کلیسیاؤں، 40 مسیحی تنظیموں اور مل ملا کر 2000 سے زائد افراد نے اس میں حصہ لیا۔ بلاشبہ یہ فرانس میں ہونے والی سب سے بڑی بشارتی مہم تھی۔ ورلڈ کپ کے دوران 15 لاکھ سے زائد مسیحی لٹریچر کی کاپیاں تقسیم کی گئیں۔ ان میں 15,000 نئے عہدنامے، یادگاری کے 36,000 کتابچے اور 86,000 جیزس فلمیں شامل تھیں۔

لیکن ان دنوں میں نہ صرف فرانس میں بشارتی کام سرانجام ہوا۔ انگلستان کی سینکڑوں کلیسیاؤں نے بھی ورلڈ کپ کے موقعے پر خوش خبری سنائی۔ سب سے کامیاب طریقہ چرچ میں یا کسی اَور جگہ بڑی سکرین پر کھیلوں کو دکھانا تھا۔ چرچ ممبرز نے اپنے دوستوں کو مدعو کیا۔ بہت سے لوگ پہلی دفعہ کلیسیا میں آئے۔

بہت سی کلیسیاؤں نے وقفے کے وقت اور بعض نے میچ کے اختتام پر خوش خبری کا پیغام سنایا۔ بہت کے لئے یہ کافی تھا کہ جو لوگ کبھی چرچ میں نہیں آئے تھے وہ

اس موقعے پر آئے تھے۔ اِسی صورتِ حال میں پورا زور ان کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم کرنے پر تھا۔ کچھ نے شروع میں یا دورانِ وقفہ کھانا کھلایا۔ ایک کلیسیا نے نہ صرف ٹکٹ فروخت کئے بلکہ چرچ کے ایک حصے میں بڑی آرام دہ کرسیاں بھی لگائیں۔ اچھا مسیحی لٹریچر مہمانوں کے لئے رکھ دیا گیا۔

بڑی سکرین اس لئے لوگوں کو کھینچ لیتی ہے کہ لوگ دوستوں کے ساتھ فٹ بال میچ دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ جو کھیل پر حاضر نہیں ہو سکتا اس کے لئے اچھا آپشن یہ ہے کہ وہ سکرین پر دوسروں کے ساتھ مل کر دیکھے۔ ایک کلیسیا جس نے ورلڈ کپ کے میچ اپنے چرچ میں دکھانے کا انتظام کروایا اِس کی وجہ یوں بیان کرتی ہے،

> حقیقت میں ہم چاہتے تھے کہ ہمارے دوست بھی اس تجربے میں شریک ہوں۔ لیکن ساتھ ساتھ ہم ایسے دوستوں کو بھی مدعو کرنا چاہتے تھے جو کبھی چرچ نہیں آئے تھے، خاص طور پر مرد حضرات کو۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ جانیں کہ چرچ ایک تفریح کا مقام بھی ہے۔ ساتھ ساتھ ہماری گہری آرزو یہ بھی ہے کہ اُنہیں ہمارے ایمان کے بارے معلومات حاصل ہو جائیں۔

بشارتی کام کا ایک اَور طریقہ یہ بھی تھا کہ غیر ایمان داروں کو خود کھیلنے کی دعوت دیں۔ چرچ کے آٹھ ممبرز کو چن لیا گیا جن میں سے ہر ایک نے اپنے چار دوستوں کو اپنے ساتھ کھیلنے کی دعوت دی۔ ہر ٹیم کے پانچ پانچ افراد تھے۔ جگہ اور ریفری مقرر کرنے کے بعد مقابلے شروع۔

بشارتی کام کے مزید بہت سے پروگرام منعقد ہوئے، مثلاً ورلڈ کپ بریک فاسٹ یا ڈنر، ورلڈ کپ پارٹی، کوئز پروگرام، سپورٹس فیسٹیول، سکول کے پروگرام، نیز مقامی کلب اور چرچ کے درمیان فٹ بال میچ۔

ورلڈ کپ فٹ بال کا فائنل بروز اتوار شام سات بجے ہوا جو کہ بعض کلیسیاؤں کے لئے بڑی پریشانی کا سبب بنا۔ کیا اُنہیں شام کی عبادت جاری رکھنا چاہئے؟ کیا

اُنہیں یہ جان کر کہ لوگ زیادہ تعداد میں نہیں آئیں گے عبادت کو منسوخ کر دینا چاہیئے؟ کیا اُنہیں شام کی عبادت اور فائنل میچ کو یکجا کر دینا چاہیئے؟ بعض کلیسیاؤں نے موقعے سے فائدہ اُٹھا کر ایسی عبادت منائی جس میں کھیلوں سے متعلق ڈرامے، گیت اور گواہیاں پیش کی گئیں۔ بعد از اں سب نے اکٹھے مل کر میچ دیکھا۔

کچھ کلیسیاؤں نے بڑی سکرین پر کھیلوں کو دکھایا۔ بچوں کے لئے فٹ بال کا کوچنگ پروگرام تھا، نیز نئے لوگوں کے لئے خاص شام کا کھانا اور مردوں کا پروگرام۔ ساتھ ساتھ خواتین کے لئے متبادل پروگرام تھے۔ یعنی اُن لوگوں کے لئے بھی پروگرام تیار کئے گئے جو کھیلوں سے دل چسپی نہیں رکھتے۔

غرض، بہت سی کلیسیاؤں نے ورلڈ کپ کے ذریعے کھوئے ہوؤں تک خوش خبری پہنچانے کے سلسلے میں پورا جوش دکھایا۔

سو سے زیادہ ممالک میں ورلڈ کپ سے متعلق بشارت کا کام ہوا۔ اور پہلی دفعہ مل کر ورلڈ کپ کے لئے بشارتی مواد تیار کرنے کی ٹھوس کوشش کی گئی۔ مثلاً

- ارجنٹائن میں 400 کلیسیاؤں نے ورلڈ کپ کے لئے دعا کرنے کی مہم میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ لٹریچر، ویڈیو اور گھر گھر جا کر خوش خبری کا پیغام سنایا گیا۔
- بنگلہ دیش میں 300 سے زائد کلیسیاؤں نے ورلڈ کپ منسٹری میں شرکت کی جس میں فٹ بال میچز، سپورٹس سے تعلق رکھنے والی عبادات، ویڈیو اور لٹریچر شامل تھا۔ بشارتی لٹریچر کی 80,000 سے زائد کاپیاں تقسیم کی گئیں۔
- بلغاریہ میں 12,000 کتابچے تقسیم ہوئے۔
- مصر میں 800 بڑی کلیسیاؤں نے ویڈیو، لٹریچر، کیمپوں، بڑی سکرین پر کھیلوں کو دکھانے اور سپورٹس ڈے کے ذریعے بشارتی کام میں حصہ لیا۔
- جرمنی میں چرچوں کی لگ بھگ 300 ورلڈ کپ پارٹیز تھیں۔ ان سے جو چرچ سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے تھے وہ پہلی دفعہ چرچ میں آئے۔

- دیگر ممالک جہاں فٹ بال ورلڈ کپ سے متعلق بشارتی کام کیا گیا ان میں برما، انڈیا، عراق، جاپان، اردن، مراکش، ساؤتھ افریقہ، تھائی لینڈ اور زمبابوے شامل تھے۔ پوری دنیا میں کلیسیاؤں کو ایسے موقعوں پر بشارتی کام کے فوائد نظر آئے۔

1999ء کا ورلڈ کپ کرکٹ ایک اَور بڑا پروگرام تھا جس نے بشارتی کام کی نئی راہیں پیدا کیں۔ دس ممالک میں بشارتی کام سرانجام ہوا۔ آٹھ مختلف زبانوں میں 250,000 سے زائد کتابچے انڈیا، بنگلا دیش، پاکستان، نیپال اور سری لنکا میں تقسیم ہوئے۔

برِصغیر میں کرکٹ ورلڈ کپ کے ذریعے اندازاً 13 لاکھ لوگوں تک خوش خبری کا کلام پہنچ گیا۔ 122 کرکٹ ٹورنامنٹ، دس کوچنگ کلینکس، کوئز پروگرام، بڑی سکرین پر کھیل دکھانا، لٹریچر کی تقسیم اور ٹی وی سلاٹس بروئے کار لائے گئے۔

بلاشبہ 1999ء کا کرکٹ ورلڈ کپ، اب تک کی گئی کوششوں میں ایک بڑی بشارتی کوشش تھا۔ ایسے ممالک میں خدمت بڑی موثر اور پھل دار ہوئی جہاں کرکٹ اہم ترین کھیل ہے۔ مثلاً انگلینڈ کی نسبت برِصغیر میں بشارتی کام کے مواقع وسیع تھیں۔

گزشتہ چند سالوں سے امریکن فٹ بال سے متعلق بشارتی کام نے مسلسل ترقی کی ہے۔ اس سلسلے میں کلیسیاؤں نے سپر باؤل پارٹی کو ایجاد کیا۔ خیال یہ ہے کہ یہ کسی گھر، سکول ہال یا چرچ میں بھی ہو سکتا ہے۔ چرچ ممبرز اپنے دوستوں کو دوپہر کے کھانے اور سپر باؤل سے لطف اندوز ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ کھیل کے دوران رفاقت رکھنے اور گواہی دینے کا موقع ملتا ہے۔

غرض، گو بڑے کھیلوں کے موقعے پر بشارتی کام کا خیال نسبتاً نیا ہے تاہم وہ کافی حد تک کام یاب ثابت ہوا ہے۔ خیال بالکل سادہ ہے—یہ کہ ہم بڑے کھیلوں کو بروئے کار لاتے ہوئے غیر ایمان داروں سے تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔ کھیلوں سے ہم لوگوں کو پہلی دفعہ کلیسیا میں کھینچ کر خوش خبری سننے کے لئے تیار کر سکتے ہیں۔

حاصل کلام

کھیل خدا کی تخلیق کا حصہ ہے، لہٰذا ہم اس سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ جس طرح ایرک لڈل نے کہا، ''خدا نے مجھے ایک مقصد کے تحت بنایا ہے، لیکن اس نے مجھے تیز بھی بنایا ہے۔ دوڑتے وقت مَیں خدا کی خوشی محسوس کرتا ہوں۔''

سپورٹس زندگی کا وہ حصہ ہے جس کے متعلق لوگ بڑے جذباتی ہو جاتے ہیں۔ یہ کھیلنے سے بڑھ کر محسوس ہوتا ہے۔

ہماری دعا یہ ہے کہ پیشہ ور مسیحی کھلاڑی کھیل کی کٹھالی میں دینداری کی زندگی گزاریں، کہ وہ اپنی زندگی سے گواہی دے کر خدا کو جلال دیں۔

اسی طرح ہم یہ دیکھنے کے آرزو مند ہیں کہ عام مسیحی کھلاڑی اپنے کلبوں میں اپنی زندگی سے گواہی دیں۔ ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہر ایک کلیسیا میں کھیلوں کے پروگرام منعقد ہوں تاکہ ایسے پروگراموں سے ارشادِ اعظم کی تکمیل کی جائے۔